بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعۂ کلامِ شبلی

مرتبہ

ظفر الملک علوی اڈیٹر الناظر

و مالک الناظر بک ایجنسی

الناظر پریس واقع لکھنؤ میں چھپا

بار سوم

سنہ ۱۹۲۴ء

قیمت ۱۰ر

تصانیف مولانا شبلی مرحوم

سیرۃ النبی - حصہ اول مجلد عہ و صہ، حصہ دوم مجلد سے و للعہ

آغاز اسلام - اسلام کی ابتدائی تاریخ اور حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ۸ر

سیرۃ النعمان - امام ابوحنیفہ کی سوانح عمری اور اُن کا طریق اجتہاد عہ

الفاروق - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانحعمری اور اُن کا طرز حکومت سے

الغزالی - امام غزالی کی سوانحعمری اور اُن کا فلسفہ ۶ر

المامون - خلیفہ مامون الرشید عباسی کی سوانحعمری عہ

سوانح مولانا روم - مولانا روم کے حالات زندگی اور اُن فلسفۂ تصوف عہ

موازنہ انیس و دبیر - حضرت امیر خسرو کے حالات اور کلام پر تبصرہ ۱۰ر

مضامین عالمگیر - شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے معترضوں کو جواب عہ

سفرنامۂ روم - روم و مصر و شام کے حالات ۶ر

رسائل شبلی - بیس علمی و تاریخی مضامین کا مجموعہ عہ

مقالات شبلی - پندرہ علمی و تاریخی مضامین کا مجموعہ عہ

الکلام - جدید علم کلام ۱۲ر

علم الکلام - مسلمانوں کے علم کلام کی تاریخ ۶ر

شعر العجم - فارسی شاعری کی تاریخ جلد اول، جلد دوم، جلد سوم، جلد چہارم، جلد پنجم

مضامین متفرقہ - کتب خانہ اسکندریہ - اسلامی حکومت - اسلامی مدارس - زیب النسا - جہانگیر

کلیات شبلی - (فارسی) جسمین دیوان شبلی اور مجموعہ ہائے غزلیات شامل ہین ۶ر

الانتقاد - جرجی زیدان کے تمدن اسلام پر عربی زبان مین ریویو ۸ر

ملنے کا پتہ الناظر بک ایجنسی لکھنو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارش

فارسی بین تا بہ بینی نقش ہای رنگ رنگ
بگذر از مجموعۂ اردو کہ بی رنگ من است

یہ مرزا اسد اللہ خان غالب کا خیال اپنے کلام اردو کے متعلق تھا مگر زمانہ کی
زبردستیون کے سامنے کسی کی نہین چلتی - وہی مجموعۂ اردو جو مرزا کے نزدیک
بیرنگ تھا آج غالب کی شہرت و عظمت کا ذریعہ بنا ہوا ہے بلکہ حق یہ ہے کہ فارسی
کلام کو معدودے چند آدمیون کے سوا کوئی ہاتھ بھی نہین لگاتا - غالب کا کلیات فارسی
نولکشور پریس نے ردی کاغذ پر چھاپ دیا ہے اور شائقین کا محدود گروہ اسی کو غنیمت جانتا
ہے - اردو دیوان کی مقبولیت اور مانگ کا یہ عالم ہے کہ لکھنؤ، کانپور، لاہور وغیرہ مین جو
رسمی دیوان چھپتے رہتے ہین انکے علاوہ بدایون سے ایک خاص اڈیشن شایع ہوا جسمین
اگرچہ صحت اشعار وغیرہ کا انتظام نہین کیا گیا - لیکن کاغذ بیز و کتابت وضع مسطر
کشادہ ہے اور قیمت معقول ہونے کے باوجود ہاتھون ہاتھ بک رہا ہے - اسکے علاوہ
تین چار شرحین لکھکر شایع کی گئین جنمین سے حسرت موہانی کی شرح تو اس قدر مقبول ہوئی
کہ ۱۹۱۶ء مین چوتھی بار چھپی تھی اور اب قریب اختتام کے ہے مگر شیدایان کلام
غالب کی پیاس ابتک نہین بجھی ہے اور انجمن ترقی اردو کی طرف سے بڑے اہتمام کے
ساتھ ایک اعلیٰ اڈیشن شایع کرنے کی کوشش ہو رہی ہے - پھر مرزا کا اردو کلام ادق،

ناقابل فہم اور بعض مجتہدین ونقادان فن کے بقول ناقص اور غلط ہونیکے باوجود اس زمانہ کے اخبارات۔ رسائل اور تصانیف مین جس کثرت سے موقع بے موقع استعمال کیا جاتا ہے، وہ بھی حسن قبول کی دلیل ہے۔

مولانا شبلی کی بھی قریب قریب یہی حالت تھی۔ وہ اگرچہ ابتدا سے اُردو مین مشق فن کرتے تھے مگر کبھی اسکو وقیع نہ سمجھے۔ بلکہ زمانۂ قیام حیدرآباد مین جب کبھی اسکا ذکر نکلتا تو وہ ایسے پیرایہ مین گفتگو کرتے جس سے صاف مترشح ہوتا کہ مولانا اُردو مین شعر کہنے کو موجب ننگ جانتے تھے۔ اس کا سبب غالبًا یہ تھا کہ ایک طرف قدیم شاعری کا چمنستان امیر و داغ کی نغمہ سنجیون کے لیے وقف تھا اور دوسری طرف نظم جدید کی مملکت مین مولانا حالی کا سکہ چل رہا تھا۔ مولوی شبلی صاحب کو اسکی کیا توقع ہوسکتی تھی کہ وہ ان حریفون کے مقابلے مین کوئی نمایان امتیاز حاصل کرسکین گے اور جو شہرت اپنی تاریخی تصانیف کی وجہ سے مولانا کو علمی دنیا مین حاصل ہوچکی تھی اُسکے بعد وہ اسے مشکل ہی سے گوارا کرسکتے تھے کہ شاعرون کی مجلس مین اُنکی کرسی نیچی رہے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ مولانا کے ابتدائی کلام مین سے ایک مثنوی اور چند قومی نظمون کے سوا کچھ نہ چھپنے پایا اور اُنکی اشاعت مین بھی مولانا نے کوئی اہتمام نہین کیا۔

ایک مرتبہ راقم الحروف کو ایک قلمی بیاض سے مولانا شبلی کے کچھ اشعار کی نقل مل گئی لیکن جب مولانا سے ذکر آیا اور اثنائے ذکر مین اُنکی اشاعت کا ارادہ ظاہر کیا گیا تو انھون نے باصرار اس سے باز رکھا بلکہ یہانتک کہا کہ اگر اُن کی اشاعت کی جائیگی تو راقم الحروف سے تمام تعلقات منقطع ہوجائین گے۔ سنہ ۱۹۱۰ء کا واقعہ ہے۔ وہ اشعار اتفاق سے تلف ہوگئے ورنہ اب اُنکی اشاعت کا اچھا موقع تھا۔ ایک شعر یاد رہ گیا ہے۔

بہرہ متفرقات مین ملے گا۔

دسمبر ۱۹۱۱؁ء مین جب تقسیم بنگالہ کی منسوخی کا اعلان کیا گیا تو مسلمانون مین ایک غیر معمولی اضطراب اور ہیجان پیدا ہوگیا تھا۔ مولانا شبلی ملک کے سیاسی معاملات مین پہلے کوئی حصہ نہین لیتے تھے۔ مگر اس عام اضطراب و ہیجان کے دوران مین "مسلمانون کی پولٹیکل کروٹ" کے عنوان سے جو مضامین اُنھون نے مسلم گزٹ مین لکھے تھے اُن سے مولانا کے خیالات و کیفیات کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔ اُسی زمانہ مین جنگ بلقان چھڑ گئی اور جہانتک ہمین علم ہے مجروحین جنگ کی امداد کے لیے چندہ فراہم کرنیکی غرض سے جو جلسہ ہوا تھا اُسمین مولانا نے جو چند شعر پڑھے تھے اُنھین سے اُنکے اس دور شاعری کی ابتدا ہوتی ہے۔ اُسکے بعد جنگ کے سلسلہ مین مسلم یونیورسٹی کے متعلق مسلم لیگ کے خلاف مسجد کانپور کے بارہ مین ندوہ کی نام نہاد اصلاح کے لیے اور دیگر معاملات قومی و ملکی پر مولانا کی نظمین برابر شایع ہوتی رہین۔ یہ نظمین بکثرت الہلال مین اور نیز دوسرے اخبارات مین کشاف و وصاف، وغیرہ کے فرضی نامون سے چھپتی رہین اور بہت پسند کی گئین۔ بعض جو زیادہ مقبول ہوئین افسوس ہے کہ پریس ایکٹ کے تحت اُنکی اشاعت روک دی گئی اور یہی وجہ ہے کہ اِس مجموعے مین اُنکو جگہ نہین دی گئی۔

مولانا کا فارسی کلام بے شبہہ بہت پاکیزہ ہوتا ہے۔ خود مولانا کو بجا طور پر اُس پر ناز تھا اور اُنھون نے اپنی دیگر تصانیف کی طرح اُسکے چھوٹے چھوٹے مجموعے کافی اہتمام کے ساتھ چھپوا کر شایع بھی کیے تھے مگر واقعات و حالات شاہد ہین کہ مرزا غالب کی طرح مولانا کو بھی دیوزمانہ سے شکست اُٹھانا پڑی۔

دیوان شبلی جو عرصہ ہوا نامی پریس مین بڑی خوشنمائی کے ساتھ چھپا تھا وہ اِس وقت تک ختم نہین ہوا۔ بوئے گل ۱۹۰۹؁ء کا چھپا ہوا ابتک بک رہا ہے۔

دستہ گل البتہ سال گذشتہ دوبارہ چھپا ہے برخلاف اس کے اُردو کے متعدد ناکمل مجموعے اِس چند سال کی مدت مین چھپے اور قریب قریب اختتام کو پہونچ چکے ہین۔ اور ایک مکمل مجموعہ کی برابر مانگ ہو رہی ہی چنانچہ محبی منشی محمد امین صاحب اڈیٹر ظل السلطان نے ایک مکمل مجموعہ فراہم کیا اور مکرمی سید سلیمان صاحب ناظم دار المصنفین کے پاس عرصے سے وہ مجموعہ رکھا ہوا ہی جسے مولوی معین الدین صاحب جہانگیر آبادی نے بڑی کوشش سے جمع کیا تھا۔ لیکن بعض اسباب کی بنا پر دونون صاحبون نے ابھی تک اپنے اپنے مجموعے صندوقون مین رکھ چھوڑے ہین۔ اور یہ دیکھ کر کہ دہلی مین جو مجموعہ نظم شبلی چھپا اور نیز اس سے قبل لاہور، علی گڈھ وغیرہ مین جو مجموعے چھپے یہ بالکل ناقص ہین۔ الناظر بک ایجنسی کے معزز قدردانون کی ضرورت و خواہش پر نظر کرکے یہ مجموعہ شایع کیا جاتا ہے۔ جو اگرچہ مکمل نہین کہا جا سکتا تاہم سابقہ مجموعون سے یقیناً افضل ہے۔ اگر کوئی مکمل مجموعہ شایع ہو جائیگا تو اسکی دوبارہ اشاعت کی حاجت نہ رہیگی ورنہ اُسکے آئندہ اڈیشن مین اور اضافے ہو جائین گے۔ افسوس ہی کہ جنگ کی وجہ سے ملک کے کاروبار پر جو خراب اثر پڑا ہے اُس کی بدولت کاغذ جیسا چاہیے ویسا نہین مہیا ہوا اسی سبب سے چھپائی مین زیادہ اہتمام نہین کیا گیا اگر دوسرے اڈیشن کی نوبت آئی تو انشاء اللہ اس نقص کو رفع کر دیا جائے گا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

ظفر الملک

اطلاع مولانا شبلی مرحوم کی جملہ تصانیف الناظر بک ایجنسی مین موجود رہتی ہین اس مجموعے کے سرورق پر فہرست ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صبحِ اُمّید

ادراکِ حالِ ما زنگہ می توان نمود
حرفے زحالِ خویش بہ سیما نوشتہ ایم

کیا یاد نہین ہمین وہ ایّام؟ — جب قوم تھی مبتلائے آلام
وہ قوم کہ جان تھی جہان کی — جو تاج تھی فرقِ آسمان کی
تھے جس پہ نثار فتح و اقبال — کسریٰ کو جو کر چکی تھی پامال
گل کر دیے تھے چراغ جسنے — قیصر کو دیئے تھے داغ جسنے
وہ نیزۂ خون فشان کہ چل کر — ٹھہرا تھا فرانس کے جگر پر
روما کے دھوین اُڑا دیے تھے — اٹلی کو کنوئین جھنکا دیے تھے
با این ہمہ جاہ و شوکت و فر — اقلیم ہنر بھی تھے مُسخّر
ہیئت مین بلند پایہ اُس کا — تھا فلسفہ زیرِ سایہ اُس کا
منطق مین ہوا جو گرمِ جولان — تھامے تھے رکاب مصر و یونان
میدانِ سخن جو روبرو تھا — فارس کی زبان پہ طرقوا تھا
جو فلسفیانِ ہند و چین تھے — خرمن سے اسی کے خوشہ چین تھے
یہ قوم کہ تاجِ آسمان تھی — اب کوئی گھڑی کی میہمان تھی
تھے جان کے پڑ گئے جو لالے — ہر سانس پہ لیتی تھی سنبھالے
جس چشمے سے ایک جہان تھا سیراب — وہ سوکھ کے ہو رہا تھا بے آب

پامال ہوا تھا بوستان کیا!
آئی تھی بہار پر خزان کیا!

وہ ابر کہ چھا رہا تھا یکسر
دو دن ہوے کھل گیا برس کر

پستی نے دبا لیا فلک کو
خورشید ترس گیا چمک کو

اب خضر کو گمرہی کا ڈر ہے
عیسیٰ کو تلاش چارہ گر ہے

جو ابر اُٹھی برس گیا ہے
اک بوند کو اب ترس گیا ہے

اسلام کی جان پر بنی ہے
دم توڑ رہا ہے جان کنی ہے

ہر چند یہ ہو چکی تھی حالت
ہم تھے وہی مست خواب راحت

غفلت نے ڈبو دیا تھا ہم کو
تقلید نے کھو دیا تھا ہم کو

مٹنے پہ جو تھا نشان ہمارا
خواب اور ہوا گران ہمارا

غفلت کے یہ چل رہے تھے جھونکے
گو صبح ہوئی پہ ہم نہ چونکے

کس نیند مین سو گئی تھین آنکھین؟
بیکار سی ہو گئی تھین آنکھین

ادراک وخرد سے برطرف تھا
دل یا کوئی پارۂ خزف تھا؟

بیکار تھا. بے نظام تھا دل
پہلو مین برائے نام تھا دل

تھے ہوش وحواس سب معطل
سیدھی تھی غرض نہ ایک بھی کل

تھی روز بروز حالت ابتر
بن بن کے بگڑ چلا مقدر

پیچھے ہٹنے لگی تھی بڑھ کر
دریا یہ اُتر چلا تھا چڑھ کر

عزت نہ رہی نہ جاہ وثروت
افلاس کی بج چکی تھی نوبت

دولت سے جو ہاتھ دھو چکے تھے
ہم علم وہنر بھی کھو چکے تھے

وہ فلسفۂ کہن ہمارا
گنجینۂ علم وفن ہمارا

وہ اوجِ کمالِ نکتہ دانی | یعنے وہ مسائلِ معانی
منقول کی انتہا سے تکمیل | آئین و اصولِ جرح و تعدیل
ترتیب گذارشِ دلائل | اِس طرح کے اور بھی مسائل
اندوختۂ سلف تھا جو کچھ | وہ لعل تھا یا خزف تھا جو کچھ
تھے ذرۂ خاک۔ یا ستارے | اب کچھ نہین ہاتھ مین ہمارے
معقول کو۔ فقہ کو۔ ادب کو۔ | ہم ہاتھ سے کھو چکے ہین سب کو
بیہودہ فسانہاے پارین | زلف و خط و خال کے مضامین
وہ نوکِ مژہ کی نیزہ بازی | وہ ترکِ نگہ کی فتنہ سازی
یہ طرزِ خیال تھا ہمارا | یہ فن۔ یہ کمال تھا ہمارا
جغرافیۂ وجود سارا | ہرچند کہ ہم نے چھان مارا
کی سیر بھی گرچہ بحر و بر کی | لیکن نہ خبر ملی کمر کی
نالون سے دکھائے جب تماشے | گردون کے اُڑا دیے پرخچے
دریا ٹھہرایا چشمِ تر کو | خون نابہ فشان کہا جگر کو
چھیڑا رگِ دل کو نیشتر سے | نالون کو لڑا دیا اثر سے
اِس کوچۂ تنگ و تار سے ہم | اِس پیچ سے اِس حصار سے ہم
تھا یا سِنے گو ہزار ہتکر | تا زیست نکل سکے نہ باہر
چرچا یا ذکر تھا تو یہ تھا | جولانگہ فکر تھا۔ تو یہ تھا
اپنی تو ہمین نہ کچھ خبر تھی | اورون کے عیوب پر نظر تھی
لڑتے تھے بات بات مین ہم | ڈوبے تھے تعصبات مین ہم

دکھلائی کمال دینداری — مومن کو بنا دیا جو ناری
تکفیر ہمارا ہی چلن تھا — زندیق تو تکیۂ سخن تھا
دشمن کو نہ کر سکے موافق — مومن کو بنا دیا منافق
گمراہ تو سیکڑون بنائے — رستے پہ نہ ایک کو بھی لائے
خلق نبوی کی تھی یہ تصویر! — آپس مین ہر ایک گرم تکفیر
تصنیف مین گالیون کی بھرمار — تحریر کہ لعنتون کا انبار
برپا تھے وہ مسجدون مین فتنے — دیکھے نہ سُنے کبھی کسی نے
آپس مین نفاق کا یہ عالم — یہ اُس سے خفا۔ وہ اُس سے برہم
اللہ ری یہ وفورِ غفلت! — سمجھے تھے رواج کو شریعت!
باطل پہ فدا۔ تو حق سے بیزار! — تقلید پہ کس بلا کا اصرار
دیندار برائے نام تھے ہم — وابستۂ رسم عام تھے ہم
تھے رسم و رواج پر فدا سب — تحقیق سے کچھ غرض نہ مطلب
سمجھے نہ ذرا۔ کہ وقت کیا ہے؟ — کس سمت زمانہ چل رہا ہے؟
نیرنگیون پر نہ کچھ نظر کی — یعنے کہ ہوا ہے اب کدھر کی؟
کیا چیز ہے؟ کیسی صنعتین ہین؟ — کیا وقت ہے؟ کیا ضرورتین ہین؟
رنگ دورِ روشِ سپہر کیا ہے؟ — اب طرز نظامِ دہر کیا ہے؟
ہین چرخ کی اب نئی ادائین — چلنے لگین اور ہی ہوائین
چھیڑے جو گئے نئے فسانے — نغمہ وہ رہا۔ نہ وہ ترانے
پھونکا ہے فلک نے اور افسون — اب رنگ زمانہ ہے دگرگون

ستارے ہین اب نئی چمک کے | وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے
اب صورت ملک و دین نئی ہے | افلاک نئے - زمین نئی ہے
سب بھول گئے ہین ما سبق کو | گردون نے اُلٹ دیا ورق کو
تیور جو بدل گئے قضا کے | ڈھنگ اور ہین چرخ فتنہ زا کے
میخانۂ اولین ہمارا | وہ جام - وہ ساتگین ہمارا
وہ لطف کے تذکرے وہ فرصت | وہ گرمیِ انجمن - وہ صحبت
وہ سحر و فسونگری زبان کی | وہ طرز - وہ شوخیان بیان کی
وہ دُرجِ درِ سخن ہمارا | گنجینۂ علم و فن ہمارا
جو زینت و ساز تھے ہمارے | جو مایۂ ناز تھے ہمارے
جس باغ کے برگ و ساز تھے ہم | یعنے کہ چمن طراز تھے ہم
جو دشت تھا سبزہ زار ہم سے | جس باغ پہ تھی بہار ہم سے
جس بزم کے میگسار تھے ہم | جس ملک کے تاجدار تھے ہم
جھونکے جو چلے نئی ہوا کے | آغوش مین آگیا فنا کے
وہ بزم رہی - نہ جام و ساغر | یک بار اُلٹ گیا وہ دفتر
دیکھی یہ روش تو پھر خردمند | ہوتے گئے طرز نو کے پابند
گرنے بھی نہ پائے تھے کہ سنبھلے | بدلا جو زمانہ - وہ بھی بدلے
طرز و روشِ زمانۂ حال | جس ڈھنگ پہ ہے چلے وہی چال
یان اور جو قافلے روان ہین | سب بادِ صبا سے ہمعنان ہین
لیکن نقشِ زمین رہے ہم | بیٹھے تھے جہان - وہین رہے ہم

گر گر نہ کبھی اُبھر سکے ہم | بگڑے - تو نہ پھر سنور سکے ہم
گو غیرت اہلِ انجمن ہین | ہم گرم فسانۂ کہن ہین
اب تک ہین بغفلت آرمیدہ | محوِ چمن خزان رسیدہ
ہر چند وہ بزم ہے - نہ احباب | ہم دیکھ رہے ہین پر وہی خواب
گو لطمۂ خورِ زمانہ ہین ہم | مخمورِ مئے شبانہ ہین ہم
اُس گنج گہر پہ ہم ہین نازان | جس کا کوئی جوہری نہین یان
قائم جو وہ انجمن نہین ہے | اِس نقد کا اب چلن نہین ہے
اب عیب ہین سب ہنر ہمارے | ہین پوچھ سے کم گہر ہمارے
ازبسکہ ذلیل وخوار ہین ہم | افسانۂ روزگار ہین ہم
ہے اوج پہ بخت بد ہمارا | دیکھے کوئی جزر و مد ہمارا
کیا کوئی سنے فغان ہماری! | دلدوز ہے داستان ہماری
ہم مایۂ عبرتِ جہان ہین! | ہم ننگ زمین و آسمان ہین!
ناچار ہین خستہ حال ہین ہم | عبرت کدۂ زوال ہین ہم
مٹنے پہ ہے اب نشان ہمارا | گم گشتہ ہے کاروان ہمارا

کس ندانست کہ منزل گہ مقصود کجاست
این قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

ماتم تھا یہی کہ آئی ناگاہ | اِک سمت سے اِک صدائے جانکاہ
اِس شان سے تھی وہ آہِ دلگیر | پہلو مین اثر بغل مین تاثیر
دل ہاتھ سے لینے مین بلا تھی | جادو تھی؟ فسون تھی؟ جانے کیا تھی؟

ڈوبی ہمہ تن جو تھی اثر مین — نشتر سی اُتر گئی جگر مین
جس سمت سے آئی تھی وہ آواز — وہ جلوہ نمائے سحر و اعجاز
جنبش جو ہوئی رگِ اثر کو — دل تھام کے سب بڑھے ادھر کو
دیکھا تو وہان بجاہ و تمکین — آیا نظر ایک پیرِ دیرین
صورت سے عیان جلال شاہی — چہرے پہ فروغ صبحگاہی
وہ ریش دراز کی سپیدی — چھٹکی ہوئی چاندنی سحر کی
پیری سے کمر مین اِک ذرا خم — توقیر کی صورت مجسّم
وہ ملک پہ جان دینے والا — وہ قوم کی ناؤ کھینے والا
اُٹھتے ہوے جوش سے برقّت — ہے مرثیہ خوانِ قوم و ملت
نالان ہے کہ اب سے بھی تو جاگو! — اے خواب گران کے سونے والو!
آخر کب تک یہ خوابِ غفلت؟ — اُلٹو تو ذرا نقابِ غفلت؟
تا چند رہوگے مست و سرشار؟ — اُٹھو! کہ سحر ہوئی نمودار؟
سوچو تو ذرا! کہ حال کیا ہے؟ — کس خواب مین ہو؟ خیال کیا ہے؟
غفلت مین جو شب بسر ہوئی ہے — لو اٹھو اُٹھو! سحر ہوئی ہے؟
کچھ تم کو خبر ہے۔ یا نہین ہے؟ — کچھ دل پہ اثر ہے۔ یا نہین ہے؟
اغیار کے طنز کو بھی سُن کر — لگتے نہین کیا جگر پہ نشتر؟
دیکھو تو ذرا یہ حالتِ زار — کیون قیدِ بلا مین ہو گرفتار؟
ہو گردِ رہِ ضعف پسین کیون؟ — اِس بزم مین خوار ہو تمھین کیون؟
کیون تیرِ ستم کے ہو نشانہ؟ — بگڑا ہے تمھین سے کیون زمانہ؟

کس نے تمھیں اوج سے اُتارا؟ — اقبال نے کیوں کیا کنارا؟
کیوں خوار ہو تم دلِ زمیں پر؟ — کیوں برقِ بلا گری تمھیں پر؟
کس پیچ میں رہ گئے ہو پھنس کر؟ — کیا ہے کہ اُجڑ گئے ہو بس کر؟
افلاس میں تم جو ہو گرفتار؟ — بیٹھے ہو جو نقشِ پا سے بیکار؟
شکوے ہیں جو بے زری کے تم کو — لالے ہیں جو نوکری کے تم کو
حرفت کو جو کر چکے ہو غارت — برباد جو ہو چکی تجارت
ہر علم و ہنر سے بے خبر ہو — صنعت میں جو تم شکستہ پر ہو
مدخل جو نہیں کمال میں کچھ — وسعت جو نہیں خیال میں کچھ
افعال جو سخت مبتذل ہیں — تدبیر کے دست و پا جو شل ہیں
رونا ہے تمھیں اب آج جن کا — خود کردہ ہیں کیا علاج اُن کا
غفلت میں جو خوب سو چکے ہو — ہونا جو تھا۔ وہ ہو چکے ہو
دنیا کے نہ کام کے نہ دین کے — افسوس! رہے نہ تم کہیں کے
نکبت کی گھٹا ہے سر پہ چھائی — افلاس کی ہر طرف دُہائی
اب عیش نصیب ہے نہ آرام — گھر گھر میں مچا ہوا ہے کہرام
برباد پڑے ہیں کارخانے — نکبت نے مٹا دیے گھرانے
رونق کا اثر نہ عیش کی بو — اِک خاک سی اُڑ رہی ہے ہر سو
اُمید کے دن کی ہو چکی شام — خورشید اب آ گیا لبِ بام
اب وقت اخیر ہے خبر لو! — جو کچھ کرنا ہے اب بھی کر لو!"
تا دیر وہ قوم کا فدائی — وہ خضرِ طریق رہنمائی

اُٹھتے ہوئے جوش دل سے پیہم
عبرت کا دکھا رہا تھا عالم
افسانۂ غم سُنا کے ٹھہرا
سوتوں کو جگا جگا کے ٹھہرا

جادو کی بھری ہوئی وہ تقریر
ہونٹوں سے ٹپک رہی تھی تاثیر
ترغیب کے ساتھ ساتھ تہدید
کچھ یاس ۔ تو کچھ نوید امید
کچھ لطف بھی تھا عتاب کے ساتھ
تھا زہر پہ قند ناب کے ساتھ
باتوں میں اثر تھا کس بلا کا
اک بار جو رُخ پھرا ہوا کا
اُمید کی بڑھ گئی تگ و تاز
اونچی ہوئی حوصلوں کی پرواز
خواہش کے بدل گئے ارادے
ہمت نے قدم بڑھا کے آگے
وہ دوڑ چلے جو پا بگل تھے
آندھی ہوئے جو فسردہ دل تھے
جو تھا وہ عجیب جوش میں تھا
مخمور بھی اب تو ہوش میں تھا
اب ملک کے ڈھنگ تھے نرالے
اخبار کہیں ۔ کہیں رسالے
تعلیم کے جا بجا وہ جلسے
گھر گھر میں ترقیوں کے چرچے
بیتاب ہر ایک جزو و کل تھا
ہر بار "بڑھے چلو" کا غل تھا

نومیدی از وصال تو طاقت گداز بود
صد جا گره زدیم اُمید بریده را

اسلام کی حالتِ زبوں کا
آنکھوں میں جو پھر گیا تھا نقشا
تھا صبر و شکیب کا نہ یارا
غیرت نے دلوں کو پھر اُبھارا
جو بسمل مرض کی جستجو تھی
ہر بزم میں اب یہ گفتگو تھی

یعنی روش علاج کیا ہو؟ — بیمار کو کس طرح شفا ہو؟
کیا ہو کہ اُبھر چلیں ذرا ہم؟ — اس قید بلا سے ہوں رہا ہم؟
یہ پھانس چبھی ہوئی نکل جائے — بیمار اجل ذرا سنبھل جائے
وابستۂ غم کی جان بری ہو — سوکھی ہوئی شاخ پھر ہری ہو
یہ قوم کی بیکسی تو جائے — یعنی یہ مریض جی تو جائے"
تھی بلکہ ہر ایک کو یہی فکر — برسوں یہی بحث تھی یہی ذکر
ہر بزم میں تذکرہ یہی تھا — ہر شخص کا مشغلہ یہی تھا
دانش طلبان نکتہ دان نے — عیسیٰ نفسان خوش بیان نے
ترتیب دیئے بکاوش وکد — بتیس ۳۲ رسالہ ہائے مفرد
لکھے بدلائل و براہین — اس بحث پہ مختلف مضامین
وہ نکتہ ور حقیقت آگاہ — یعنی مہدی علی ذیجاہ
سید اشرف علی ممتاز — مشتاق حسین حکمت پرداز
اُن کے قلم گہرفشان نے — آئین گزارش بیان نے
آسان کر دی ہر ایک مشکل — ناطے شدہ رہ گئی نہ منزل
جو بحث تھی دلنشین کی تھی — ہر بات کی چھان بین کی تھی
اُسلام کا وہ عروج شاہی — وہ اوج وہ شان کجکلاہی
دیوان علوم کی وہ تزئین — تحصیل کمال کے وہ آئین
تکمیل فنون میں توغل — اک بار پھر اُن کا وہ تنزل"
اس طرح غرض کہ جزر و مد کا — کھینچا تھا وہ ٹھیک ٹھیک نقشا

تصویر سی پھر گئی نظر مین | جان آگئی قالب اثر مین
اسباب و علل سے بحث کی پھر | یعنی کہ "یہ انقلاب نادر
کس بات سے ہے؟ سبب ہوا کیا؟ | وہ باعث اوج اب ہوا کیا؟"
پھر اصل سخن پہ کی جو تقریر | یعنی روش علاج و تدبیر
تحقیق کے طے کئے مراحل | وا کردیے عقدہ ہائے مشکل
تدبیر کی صورتین بتائین | جو جو تھین ضرورتین بتائین
القصہ یہ بات کی تھی تسلیم | یعنی کہ علوم نو کی تعلیم
تدبیر شفا جو ہے - تو یہ ہے | اس دکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے
سہتے ہین جو یون غم و تعب ہم | تدبیر یہی ہے بس کہ اب ہم
تقدیم کہن سے ہاتھ اٹھائین | تہذیب کے دائرے مین آئین
سیکھین وہ مطالب نو آئین | یورپ مین جو ہو رہے ہین تلقین
تہذیب کے وہ اصول نایاب | وہ طرز معاشرت کے آداب
وہ گنج گران دانش و فن | وہ فلسفۂ جدید بیکن
کپلر کی وہ نکتہ آفرینی | نیوٹن کے مسائل یقینی
اس فیض سے ہم بھی بہرہ ور ہون | ہم بھی اسی کان کے گہر ہون
جوہر جو کمال کے دکھائین | اس بزم مین ہم بھی بار پائین
ہمت کے لگائین جو بال پرواز | اس اوج مین ہم بھی ہون عنان تاز
گو صعب نہین ہین یہ مراحل | ہم کو ہے مگر یہ تازہ مشکل
قائم ہین جو آج درسگاہین | جن پر ہین اٹھی ہوئی نگاہین

سرکار سے ہے قیام جن کو — حاصل ہے قبول عام جن کو
اوروں کی اگرچہ رہنما ہین — اُن کے لیے نسخۂ شفا ہین
جس غم سے مگر تباہ ہین ہم — اُس زخم کے یہ نہین ہین مرہم
اُس درد کی یہ دوا نہین ہین — ناخن یہ گرہ کشا نہین ہین
پیاسے نہین ہم اس ابر دیم کے — درمان یہ نہین ہمارے غم کے
اپنے تو یہ چارہ گر نہین ہین — ہر چند کہ ہین - مگر نہین ہین
تعلیم ہی صرف ہو جو مقصود — کافی ہے یہ جس قدر ہے موجود
ادبار کے ہین مگر جو آثار — ہم ایک ہین اور ہزاروں آزار
ذلت سے بھری ہر ایک خو ہے — افلاس مین سفلہ پن کی بو ہے
آئین معاشرت مین بھی ہم — محتاج ہین تربیت کے اس دم
تہذیب خیال بھی ہے درکار — تحصیل کمال بھی ہے درکار
مقصود ہے دولت یقین بھی — تعلیم اُصول شرع و دین بھی
تکمیل طریق پاکبازی — ترویج شریعت حجازی
درس لغت عرب کم و بیش — اتنی ہے جسے مشکلین ہون درپیش
پھر غیر سے کیا ہو چارہ جوئی؟ — کس کس کا کرے علاج کوئی؟
تدبیر یہ ہے کہ اب سنبھل کر — ہم آپ کھڑے ہون اپنے بل پر
وابستۂ غیر تھے اگر ہم — اب آپ ہون اپنے چارہ گر ہم
اس دشت کو طے کرین سراسر — ہم آپ دلیل راہ بن کر
قائم ہو باتفاق باہم — اک مدرسۃ العلوم اعظم

جو قوم کا مامن و مقر ہو — درمان ہو طبیب چارہ گر ہو
وہ کعبۂ آرزو ہمارا — ہر غم مین ہو چارہ جو ہمارا
آئین و اصولِ فن بتائے — آداب معاشرت سکھائے
وہ درس گہ خجستہ انجام — ہو پشت و پناہِ قوم اسلام
ہر عقدۂ آرزو کرے وا — مرکز ہو ہماری حاجتون کا
سامان روائیے غرض ہو — یعنی کہ دوا سے ہر مرض ہو
درمان ہو مریض خستہ جان کا — مرہم ہو جراحتِ نہان کا

مشاطہ را بگو کہ بر اسباب حسن یار
چیزے فزون کند کہ تماشا بما رسید

والا گہران قوم نے اب — اک مجلسِ تازہ کی مرتب
دیباچۂ نامۂ سعادت — یعنی وہ خزینۃ البضاعت
رائین ہوئین متفق جو سب کی — اب قوم سے یاوری طلب کی
وہ کشتۂ قوم وہ فدائی — اُٹھا لئے کاسۂ گدائی
ایک ایک سے عرض حال کرتا — دَر دَر وہ پھرا سوال کرتا
ہر بزم و ہر انجمن مین پہونچا — ہر باغ مین ہر چمن مین پہونچا
کاوش سے غرض تھی کچھ نہ کد سے — ملتا تھا ہر ایک نیک و بد سے
مردانِ خدا پرست سے بھی — رندانِ سیاہ مست سے بھی
ہر زاہد و بادہ خوار سے بھی — ملتا تھا وہ گل سے خار سے بھی

ٹھہرا نہ جو گرم سیر ہو کر | کعبہ بھی گیا وہ دَیر ہو کر
مطلب تھا جو خوب و زشت سے بھی | گذرا حرم و کنشت سے بھی
پستی سے بالا فلک کی صورت | ذرّون مین رہا چمک کی صورت
صوفی۔ عالم۔ رشید۔ و گمراہ | والا گہرانِ با صاحبِ جاہ
دانش طلبانِ نکتہ اندوز | کم حوصلگانِ حیلہ آموز
مطلب کی ہر اک سے تھا طلبگار | ہر خوان سے تھا وہ زلّہ بردار
گذرا وہ ہر ایک رہ گذر پر | دی اُس نے صدا ہر ایک دَر پر
کس بزم مین یہ فغان نہ پہونچی؟ | آہ اُس کی کہان کہان نہ پہونچی!
ہر اک کو یہ ماجرا سُنایا | ہر بزم مین اپنا راگ گایا
نالے کیے داغِ دل دکھا کر | رویا کبھی حالِ غم سُنا کر
کیا کیا نہ مصیبتین اُٹھائین | ہر طرح کی ذلّتین اُٹھائین!
ناکام رہا صدائین دے کر! | دشنام سُنی دعائین دے کر!
حنظل پائے شکر کے بدلے! | سنگ اُس کو ملے گہر کے بدلے!
لعل اُس نے دیے شرار پائے! | گل نذر کیے تو خار پائے!
کیا تلخ ملے جواب اُس کو! | کیا کیا نہ دیے خطاب اُس کو!
برگشتہ کہا کسی نے دین سے! | لعنت کا صلہ ملا کہین سے!
خود قوم کو ہو گئی تھی یہ کد | زندیق کہا۔ کسی نے مرتد!
چرچے تھے یہی زغرب تا شرق | وہ اپنی ہی دُھن مین تھا مگر غرق
گو ناوکِ ظلم کا ہدف تھا | وہ شیفتہ پھر بھی سر بکف تھا

منظور جو قوم کا تھا اعزاز ‏ ‏ ذلت پہ بھی اپنی تھا اُسے ناز

دشنام کو وہ دعا ہی سمجھا! ‏ ‏ وہ درد کو بھی دوا ہی سمجھا!

جور اُس نے سہے کرم کے بدلے! ‏ ‏ لطف اُس نے کیے ستم کے بدلے!

ہرچند یہ مشکلیں تھیں درپیش ‏ ‏ گو غیر تھے سب یگانہ و خویش

دل کو نہ رہا تھا آسرا بھی ‏ ‏ یاروں میں وفا نہ تھی ذرا بھی

بیگانہ عزیز خویش ٹھہرا ‏ ‏ سمجھا جسے نوش نیش ٹھہرا

یہ زحمتیں گو تھیں ساتھ اُس کے ‏ ‏ پُر زور تھے پر جو ہاتھ اُس کے

آگے وہ بڑھا۔ ہٹا کے سب کو ‏ ‏ طے کر کے رہا رہِ طلب کو

آئے تھے جو سنگِ راہ بن کر ‏ ‏ سب اُڑ گئے برگِ کاہ بن کر

ناکام رہے وہ جن کو تھی لاگ ‏ ‏ خاشاک سے دب سکی نہ یہ آگ

کی خس نے اگرچہ لاکھ تدبیر ‏ ‏ صرصر کا نہ ہو سکا عناں گیر

آتش پہ ٹھہر سکا نہ سیماب ‏ ‏ خاشاک سے رُک سکا نہ سیلاب

باطل کو جو حق نے کر دیا پست ‏ ‏ اب نیست نے پائی صورتِ ہست

آہوں نے دکھائی اُس کی تاثیر ‏ ‏ کام آئے وہ نالہائے شب گیر

پُر درد جو اُس کی داستاں تھی ‏ ‏ لبریز اثر جو وہ فغاں تھی

ٹھنڈے ہوئے۔ تھے جو گرم خو بھی ‏ ‏ دل تھام کے رہ گئے عدو بھی

ہمت تھی جو قمع راہ اُس کی ‏ ‏ خالی نہ گئی وہ آہ اُس کی

ہونی تھی کہ قوم کے پھریں دن ‏ ‏ نالے نہ رہے اثر کیے بن

آمادہ ہوئے برائے امداد ‏ ‏ عالی نشان صاحبِ داد

وہ اوج فزائے شوکت وجاہ   سرکار نظام خلد اللہ

وہ مستند عدالت وداد   یعنی وہ رئیس مصطفیٰ باد

وہ صاحب سیرت رضیہ   دستور کبیر آصفیہ

تھے ملک مین اور بھی جو ذیجاہ   اسلام کے یاور و ہوا خواہ

فیاضیون کے دکھائے آثار   یا ابر کرم ہوا گہر بار

اُمید نے بھی بہر غم دشمن   بھر بھر لیے اپنے جیب و دامن

وان بحر کرم کو آگیا جوش   یان مطلب و آرزو تھی ہمدوش

پیدا جو ہوا خیال غیرت   یہ تھا اثر کمال غیرت

اِس جوش مین بھر گئے بد و نیک   تھا چور اسی نشے مین ہر ایک

نادار تھا یا کہ اہل زر تھا   ہر اک کا یہ مطمح نظر تھا

روشن ہو یہ شمع راہ حاجت   تعمیر ہو قبلہ گاہ حاجت،،

آخر بہزار جاہ و اجلال   طالع ہوا آفتاب اقبال

روشن ہوئی بزم گاہ اُمید   نکلا اُفق شرف سے خورشید

قائم ہوا یادگار ایام   وہ مدرسۃ العلوم اسلام

بنیاد کی تھی جو دل رُبا رسم   کس شان سے یہ ہوئی ادا رسم

مجمع تھا جو اہل علم و فن کا   کچھ ڈھنگ نیا تھا انجمن کا

کس شوق سے تھے شریک صحبت   عالی منشان قوم و ملت

جن کو کہ یہ دھن لگی تھی جی سے   پھولے نہ سماتے تھے خوشی سے

تھا لارڈ لٹن جو صدر محفل   فرزانہ و ہوشمند و عاقل

بنیاد کے سنگ اولین کو ۔۔۔ رکھا تو کہا کہ :- "اے عزیزو!
گو سرورِ انجمن ہے یورپ ۔۔۔ سرچشمۂ علم و فن ہے یورپ
با این ہمہ جاہ و شوکت و فر ۔۔۔ ہر اہل عرب کا سایہ پرور
سیکھے ہین اصول فن انھین سے ۔۔۔ لی ہر روشِ سخن انھین سے
ہون آج جو مین شریک محضر ۔۔۔ رکھتا ہون جو اس بنا کا پتھر
مقصود یہ ہے - یہ چاہتا ہون ۔۔۔ اس حق سے کسی قدر ادا ہون
خالق سے دعا ہر اب کہ جاوید ۔۔۔ روشن رہے یہ چراغ امید!
ذرہ ہے تو مہر آسمان ہو ۔۔۔ قطرہ ہے تو بحرِ بیکران ہو!"

زشرح قصۂ ما رفتہ خواب از چشم خاصان را
شب آخر گشتہ و افسانہ از افسانہ می خیزد

یہ حاصلِ نالہاے شبگیر ۔۔۔ یہ قوم کی آرزو کی تصویر
یہ اوج دہِ خیالِ اُمید ۔۔۔ یہ قوم کا نونہالِ اُمید
صد شکر کہ آج بارور ہے ۔۔۔ جو شاخ ہے اُسکی پُر ثمر ہے
لایا ہے وہ برگ و بار کیسا! ۔۔۔ اعدا کو ہے خارِ خار کیسا!
بخت اُسکا ہوا آج اوج پر ہر ۔۔۔ ہر لحظہ بہ رونق دگر ہے
یہ اُس کی ترقیون کا ہر طور ۔۔۔ کل اور تھا آج ہوگیا اور
پہلے سے ہے آب و تاب ہر آج ۔۔۔ کل شمع تھا - آفتاب ہے آج
اس چشمۂ فیض سے ہر سیراب ۔۔۔ بنگال سے تا حدودِ پنجاب

دانش طلبان قوم اکثر | ہین جمع ہر اک جگہ سے آکر
کس نخل کے یان ثمر نہین ہین؟ | کس کان کے یان گہر نہین ہین؟
اس باغ مین کوئی آکے دیکھے | اسلام کے ہونہار پودے
ہرچند یہ اوج پر یہ شان ہو ا | وہ بات مگر ابھی کہان ہے؟
سامان جو اس کے کچھ بہم ہین | ہرچند بہت ہین پھر بھی کم ہین
جس دشت مین فکر ہی عنان تاز | جس اوج پہ ہو ہوس کی پرواز
جو پیش نہاد آرزو ہے | جس سمت عنان جستجو ہے
جسکے لیے ناصبور ہین ہم | اس حد سے ہنوز دور ہین ہم
ناطے شدہ منزل طلب ہے | امید ہنوز تشنہ لب ہے
باقی ہین بہت سے کام ابتک | تعمیر ہے ناتمام ابتک
آتا ہے جہان ہو کوئی ممتاز | سنتا ہے یہ بام و در سے آواز
اے قوم ابھی جہان ہے تو کدھر ہے | کیون حال سے میرے بیخبر ہے
تو اور ترقی ہنر سے قوم! | کس نیند مین سوگئی ہے؟ اے قوم!
جو لوگ دکھا چکے ہین ہمت | ان سے تو نہین ہے کچھ شکایت
افسوس تو ان پہ ہے کہ اب بھی | ہین گم شدہ رہ ترقی!
جن سے جو دکھا رہا ہے ادبار | اوہام غلط مین ہین گرفتار
اب تک بھی جو برسر کجی ہین | گو اپنے ہین پھر بھی اجنبی ہین
سچ یہ ہے کہ جب ضد آپڑی ہو | پھر قوم کی ان کو کیا پڑی ہو!
گو قوم شکستہ حال ہو جائے | برباد ہو پائمال ہو جائے

افلاس میں ٹھوکریں بھی کھائے — اغیار کے ناز بھی اُٹھائے

پوچھے کوئی بد نہ نیک اُس کو — ٹھکرا کے چلے ہر ایک اُس کو

سہنے ہی پڑیں اُسے شب و روز — اغیار کے طعنہ ہائے دلدوز

یاور نہ کوئی - نہ چارہ گر ہو — ہے خوار - تو اور خوار تر ہو

ہر ایک کے دل پہ بار ہو کر — مٹ جائے ذلیل و خوار ہو کر

ہے شب ہو ہر اُن کی بند نہ جائے — حق بات کبھی نہ دل میں آئے

گو قوم پہ لاکھ آفتیں آئیں — ممکن ہے کہ یہ ذرا ہل جائیں

جانے میں وہم باطل ان کے — پتھر سے بنائے ہیں دل ان کے

ایسے جو کچھ خیال ہوتے — کیوں آج شکستہ حال ہوتے

سید سے اگرچہ بفضل اللہ — وہ خادم قوم اگرچہ ہے گمراہ

کچھ آپ ہی انتظام کرتے — اسلام کو نیک نام کرتے

باتیں نہ فقط بنا کے رہتے — جو منہ سے کہا دکھا کے رہتے

اسلام کی دوستی تو یہ تھی — اُلفت کی دلیل بھی تو یہ تھی

یہ وقت جو آپڑا ہے مشکل — ہے پردہ کشائے حق و باطل

اک عرصہ گہ قبول و رد ہے — معیار تمیز نیک و بد ہے

یاں حال کھلے گا این و آن کا — دنگل ہے یہ وفا کے امتحان کا

اے مدعیان حب اسلام! — حجروں میں تو آپ کر چکے آرام!

دعوے ہیں - تو کچھ ہنر دکھاؤ! — ہمت کے قدم ذرا بڑھاؤ!

دیکھو ارہ جستجو یہی ہے: — میدان یہی ہے گو یہی ہے

انداز عرب اگر ہے خو مین | باقی ہے وہ جوش اگر لہو مین
موقع ہے یہی ہنر دکھاؤ | جو کتے تھے آج کر دکھاؤ
کردو جو گزشتہ کی تلافی | ثابت ہو زمانے پر کہ اب بھی

گو دورِ فلک ہوا دگرگون | پھر بھی تو رگون مین ہر وہی خون
اسلاف کے وہ اثر ہین اب بھی | اِس راکھ مین کچھ شرر ہین اب بھی
اس حال مین بھی روش وہی ہر | دِن ڈھل بھی گیا طپش وہی ہر
اِس جام مین ہر شراب باقی | اب تک ہر گہر مین آب باقی
گو خوار ہین۔ طرز و خو وہی ہر | مُرجھا گئے پھول۔ بو وہی ہے

هٰذَا۔ وَلَقَدْ بَلَغْتُ اَقْصَاهُ
فَاسْعَوْا وَتَوَكَّلُوْا عَلَى اللّٰهِ

راقم

سرگذشتِ عہدِ گل را ہم ز قبلیؔ می شنو
عندلیبِ آشفتہ تر گفت است این افسانہ را

لہ [illegible] یہ شعر نظیری کا ہے ۱۲ منہ

تماشائے عبرت

یعنے وہ

قومی مُسدّس

جسکو جناب علامہ شبلی نے قومی تھیٹر علیگڈھ مین اپنے پُردرد پُرسوز لہجہ مین پڑھا تھا

آج کی رات یہ کیون جمع ہین احباب بہم
بھیڑ کیا ہے نظر آتا ہے یہ کیسا عالم
نوجوانانِ ہنرپرور و ارباب ہمم
جوق کے جوق چلے آتے ہین کیسے پیہم
کچھ سمجھ مین نہین آتا جو یہ سب سمجھے ہین
شاید اِس بزم کو یہ بزم طرب سمجھے ہین

ہے گمان اُن کو کہ آیا ہے تھیٹر کوئی
یا کہ اس سے بھی تماشا ہے یہ بڑھ کر کوئی
اِس سبھا مین بھی نظر آئے گا اندر کوئی
مسخرا بن کے بھی آئے گا مقرر کوئی
نقل وہ ہوگی کہ دیکھی نہ سُنی ہوگی کبھی
سیر وہ آج کرین گے کہ نہ کی ہوگی کبھی

کوئی کہتا ہے تھیٹر تو نہین ہے لیکن
ساز و نغمہ بھی نہ ہو ساتھ نہین ہے ممکن
راتین کاٹی ہین اسی شوق مین تارے گِن گِن
دیکھین کیا سیر دکھائین یہ بزرگانِ مُسن
کچھ نہ کچھ تازہ کرامات تو ہوگی آخر
بڈّھے عمروں مین کوئی بات تو ہوگی آخر

دوستو کیا تمہیں سچ مچ تھا یقین — کیا یہ سمجھے تھے کہ پردہ کوئی ہوگا رنگین
نظر آئے گی جو سوتی ہوئی اک زہرہ جبین — آئے گا پھول کے لینے کو آرام کا گلچین

قوم کی بزم کو یون کھیل تماشا سمجھے
ہائے گر آپ یہ سمجھے بھی تو بیجا سمجھے

ہائے افسوس کہ یہ قوم تو یون خستہ و زار — مرض الموت مین جس طرح سے کوئی بیمار
نہ مسیحا ہو کوئی پاس نہ سرپہ غمخوار — نظر آتے ہون دم نزع کے سارے آثار

وان تو یہ حال کہ مرنے مین بھی کچھ دیر نہین
آپ کا دل ہے کہ تفریح سے ابھی سیر نہین

تو غم ہے یہان نغمۂ عشرت کیسا — ہے یہ عبرت کا سمان جوش مسرت کیسا
ہے جنون خیز یہ ہنگامۂ حیرت کیسا — قوم کا حال ہے غفلت کی بدولت کیسا

ہے عجب سر اگر دیدۂ بینا دیکھے
دیکھنا ہے تو عبرت کا تماشا دیکھے

ہائے کیا سین ہے جس کا کہ گروہ تھا — صاحب افسر و اورنگ تھے جن کے آبا
قوم کے عقدۂ مشکل کے تھے جو عقدہ کشا — ایکٹرون کے وہ اسٹیج پہ ہین جلوہ نما

قوم کے حال پریشان کی یہ تعبیرین ہین
ایکٹر یہ نہین عبرت کی یہ تصویرین ہین

بانی مدرسہ وہ سید والا گوہر — وہ ملیجنگ کمیٹی کے معزز ممبر
شبلی غمزدہ وہ شاعر اعجاز اثر — اور یہ نوبادۂ اقبال کے سب برگ و ثمر

"تکلف سے کچھ انداز نہ کچھ جاہ کی شان

بزم میں آئے ہیں اس حال سے اللہ کی شان

اپنے رتبہ کا نہ کچھ دھیان نہ کچھ وضع کا پاس
دوستوں سے نہ جھجک اور نہ دشمن سے ہراس
گرچہ سب کاتے ہیں حاصل نہیں کچھ بھی جز یاس
ہائے کیا دھن ہے کہ پھر بھی نہیں ٹوٹی آس

عرض مطلب کی ہے تصویر سراپا اُن کا
ہاتھ خود کاسۂ دریوزہ ہے گویا اُن کا

اُن کا ہر لفظ ہے اک مرثیۂ جان فرسا
قوم کی شان گھٹا دیتی ہے ایک ایک ادا
دیکھا ہے قوم جو اب تک ہو نہ تو نے دیکھا
اپنے بگڑے ہوئے انداز کا پورا خاکا

گرچہ تدبیر بھی ہم سے نہیں کچھ کی جاتی
ہائے حالت بھی تو تیری نہیں دیکھی جاتی

یوں بھلانے کو تو ہم دل سے بھلاتے ہیں مگر
یاد آجاتے ہیں پھر بھی ترے اگلے جوہر
وہ بھی اک دن تھا کہ جس سمت سے ہوتا تھا گذر
ساتھ چلتے تھے جلو میں ترے اقبال و ظفر

تو کبھی روم میں قیصر کو شکست کر آئی
کبھی یورپ میں نئے فتنے اُٹھا کر آئی

تجھ نقیبوں میں ترے دولت و اقبال و حشم
تیرے حملوں سے دہل جاتا تھا سارا عالم
ایشیا کا جو کیا تو نے مرقع برہم
جا کے یورپ کی زمین پر بھی اُڑایا پرچم

کر دیا دفتر تاتار و ابتر تو نے
نیزہ گاڑا تھا جگر گاہ تتر پر تو نے

کون تھا جس نے کیا فارس و یونان تاراج
کس کی آمد میں فنا کر دیا جیپال نے راج
کس کو کسریٰ نے دیا تخت زر و افسر و تاج
کس کے دربار میں تاتار سے آتا تھا خراج

تجھپہ اے قوم اثر کرتا ہے افسون جن کا
یہ وہی تھے کہ رگون مین ہے ترے خون جن کا

ہم نے مانا یہی کہ دل سے یہ بُھلا دین قصے / یہ سمجھ لین کہ ہم ایسے ہی تھے اب ہین جیسے
یہ بھی منظور ہے ہم کو کہ ہمارے بچے / دیکھنے پائین نہ تاریخ عرب کے صفحے
کبھی بھولے بھی سلف کو نہ کرین یاد اگر
یادگارون کو زمانے سے مٹا دین کیونکر

مرو و شیراز و صفاہان کے وہ زیبا منظر / بیت حمرا کے وہ ایوان وہ دیوار وہ در
مصر و غرناطہ و بغداد کا اک اک پتھر / اور وہ دہلی مرحوم کے بوسیدہ کھنڈر
اُن کے ذرون مین چمکتے ہین وہ جوہر اب تک
داستانین اُنھین سب یاد ہین ازبر اب تک

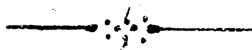
اُن سے سُن لے کوئی افسانۂ یاران وطن / یہ دکھا دیتے ہین آنکھون کو وہی خواب کہن
تیرے ہی نام کا اے قوم یہ گاتے ہین بھجن / تیرے ہی نغمۂ پُر درد کے ہین یہ ارگن
پوچھتا ہے جو کوئی اُن سے نشانی تیری
یہ سُنا دیتے ہین سب رام کہانی تیری

ہجرت نبوی صلعم

جب آمادۂ خون ہو گئے کُفار قریش / لاجرم سرور عالم نے کیا عزم سفر
کوئی نوکر تھا، نہ خادم، نہ برادر، نہ عزیز / گھر سے نکلے بھی تو اس شان سے نکلے سرور
اک فقط حضرت بوبکر تھے ہمراہ رکاب / اُنکی اخلاص شعاری تھی جو منظور نظر

رات بھر چلتے تھے دن کو کہین چھپ رہتے تھے	کہ کہین دیکھ نہ پائے کوئی آزادۂ شر
چونکہ سو اونٹ کا انعام تھا قاتل کیلیئے	آپکے قتل کو نکلے تھے بہت طالب زر
انہی لوگون مین سراقہ خلف جعشم تھے	جنکو فاروق نے کسریٰ کے پنھائے تھے گہر
تین دن رات رہے ثور کے غار ومین نہان	تھا جہان عقرب و افعی کی حکومت کا اثر
بیم جان خوف عدو ترک غذا سختی راہ	ان مصائب مین ہوئی اب شب ہجرت سے سحر
یان مدینے مین ہوا غل کہ رسولؐ آتے ہین	راہ مین آنکھ بچھانے لگے ارباب نظر
لڑکیان گانے لگین ذوق مین آ کر اشعار	نغمہ ہائے طلع البدر سے گونج اٹھے گھر
مان کی آغوش مین بچے بھی مچل جانے لگے	نازنینان حرم بھی نکل آئین باہر
آل نجار چلے شہر سے ہو کر تیار	زرہ و جوشن و چار آئینہ و تیغ و سپر
دفعتاً کوکبۂ شاہ رسل آ پہونچا	غل ہوا صل علی خیر انام و بشر
جلوۂ طلعت اقدس جو ہوا عکس فگن	دفعتاً تار شعاعی تھا ہر اک تار بصر
طور پر حضرت موسیٰ کی صدا آتی تھی	آج ایک ور جھلک سی مجھے آتی ہے نظر
سبکو تھی فکر کہ دیکھین یہ شرف کس کو ملے	میہمان ہوتے ہین کس اوج نشین کے سر در
سینے کہتے تھے کہ خلوت کدۂ دل حاضر ہے	آنکھین کہتی تھین کہ در اور بھی تیار ہین گھر
ہان مبارک کرے اے خاک حریم نبوی	آج سے تو بھی ہوئی خاک حرم کی ہمسر!

صل یارب علی خیر نبی و رسول
صل یارب علی افضل جن و بشر



تعمیر مسجد نبوی صلعم

ہجرت کے بعد آپ نے پہلا کیا جو کام
تعمیر سجدہ گاہِ خدائے انام تھا

اک قطعۂ زمین کہ تھا اس کام کے لیے
واقع یہیں ہر لحاظ سے موزون مقام تھا

وہ قطعۂ زمین تھا یتیمون کی ملکِ خاص
ہر چند قبر گاہ و گزرگاہِ عام تھا

چاہا حضور نے کہ بہ قیمت خرید لین
اُن کے مربیّون سے کہا جو پیام تھا

ایتام نے حضور میں آ کر یہ عرض کی
یہ چیز ہی ہر کیا کہ جو یہ اہتمام تھا

یہ ہدیۂ حقیر پذیرا کریں حضور!
اللہ اس زمین کا یہ احترام تھا

لیکن حضور نے نہ گوارا کیا اسے
منت کشی سے آپ کو پرہیز تام تھا

احسان اور وہ بھی یتیمانِ زار کا
بالکل خلافِ طبع رسولِ انام تھا

بارہ ہزار سکۂ رائج عطا کیے
یہ تھا وہ خُلق جس سے مخالف بھی رام تھا

سامان جو ضرور ہیں تعمیر کے لیے
اب اُن کی فکر شغلۂ صبح و شام تھا

مزدور کی تلاش بھی تھی سنگ و گل کی بھی
ازبسکہ جلد بننے کا خاص اہتمام تھا

انصارِ پاک اور مہاجر تھے جس قدر
مزدور بن گئے کہ خدا کا یہ کام تھا

اک اور نفسِ پاک بھی ان سب کا تھا شریک
جو آب و گل کے شغل میں بھی شاد کام تھا

کندھوں پہ اپنے لاد کے لاتا تھا سنگ و خشت
سینہ غبارِ خاک سے سب گرد فام تھا

سمجھے کچھ آپ کون تھا۔ انکا شریک حال | یہ خود وجودِ پاکِ رسولِ انام تھا
جو وجہِ آفرینشِ افلاک و عرش ہے | جس کا کہ جبرئیل بھی ادنیٰ غلام تھا

صلے علے النبی واصحابہٖ الکرام
اِس نظمِ مختصر کا یہ مسک الختام تھا

ایک خاتون کی آزادانہ گستاخی اور رسول اللہ صلعم کا حلم اور عفو

ہند تھی پردہ نشینِ حرمِ بوسفیان | لقبِ ہند جگرخوار سے جو ہے مشہور
بارگاہِ نبوی میں وہ ہوئی جب حاضر | اِس ارادے سے کہ ہو داخلِ اربابِ حضور
عرض کی خدمتِ اقدس میں کہ اے ختمِ رسل | دینِ اسلام ہے مجھکو بہ دل و جان منظور
آپ ہم پردہ نشینوں سے جو بیعت لیں گے | کون سے کام ہیں جنکا کہ برتنا ہے ضرور
آپ نے لطف و عنایت سے یہ ارشاد کیا | پہلی یہ بات کہ ہو شائبۂ شرک سے دور
دوسری یہ کہ نبوت کا ہے لازم اقرار | بولی ان باتوں سے انکار نہیں مجھکو حضور
پھر یہ ارشاد ہوا منع ہے اولاد کا قتل | اِس شقاوت سے ہر اک شخص کو بچنا ہے ضرور
عرض کی اُس نے کہ اے شمعِ شبستانِ رسل | یہ وہ موقع ہے کہ عاجز ہے بیان فہم و شعور
میں نے اولاد کو پالا تھا بڑی محنت سے | میں اُنھیں آنکھ میں رکھتی تھی کہ تھے آنکھ کا نور
بدر میں قتل اُنھیں حضرتِ والا نے کیا | ہمسے کیا عہد اب اِس بات کا لیتے ہیں حضور
گرچہ یہ سوءِ ادب تھا غلطی پر مبنی | گرچہ یہ بات تھی خود نیتِ انصاف سے دور
اُسکی اولاد نے خود جنگ میں کی تھی سبقت | لڑکے مارا کوئی جائے تو یہ کس کا ہے قصور

لیکن آزادیٔ افکار تھی از بسکہ پسند
آپ نے فرطِ کرم سے اُسے رکھا معذور

اہل بیت رسول صلعم کی زندگی

(علامہ شبلی مرحوم کی آخری نظم)

افلاس سے تھا سیدۂ پاک کا یہ حال — گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا!
گھس گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں — چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار — گو نور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباسِ مبارک غبار سے — جھاڑو کا مشغلہ بھی جو ہر صبح و شام تھا
آخر گئیں جناب رسول خدا کے پاس — یہ بھی کچھ اتفاق کہ واں اذنِ عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کر سکیں نہ عرض — واپس گئیں کہ پاس حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضور نے — کل کس لیے تم آئی تھیں کیا خاص کام تھا
غیرت یہ تھی کہ اب بھی کچھ منہ سے کہہ سکیں — حیدرؑ نے اُن کے منہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہوا کہ غریبانِ بے وطن — جن کا کہ صفۂ نبوی میں قیام تھا
میں اُن کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز — ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو مصیبتیں کہ اب اُن پر گزرتی ہیں — میں اُن کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم ہے اُن کا حق — جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا
خاموش ہو کے سیدۂ پاک رہ گئیں — جرأت نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا

یوں کی ہے اہلِ بیتِ مطہر نے زندگی

یہ ماجرائے دُخترِ خیر الانام تھا

ایثار کی اعلیٰ ترین نظیر

کافرون نے یہ کیا جنگِ اُحد مین مشہور | کہ پیمبرؐ بھی ہوئے کشتۂ شمشیرِ دودم
ہوکے مشہور مدینہ مین جو پہونچی یہ خبر | ہر گلی کوچہ تھا ماتم کدۂ حسرت و غم
ہوکے بیتاب گھرون سے نکل آئے باہر | کودک و پیر و جوان و خدم و خیل و حشم
وہ بھی نکلین کہ جو تھین پردہ نشینانِ عفاف | جنمین تھین سیدۂ پاک بھی بادیدۂ نم
ایک خاتون کہ انصار نکو نام سے تھین | سخت مضطر تھین نہ تھے ہوش و حواس اُنکے بہم
موقعِ جنگ پہ پہونچین تو یہ لوگون نے کہا | کیا کہین تجھ سے کہ کہتے ہوئے شرماتے ہین ہم
تیرے بھائی نے لڑائی مین شہادت پائی | تیرے والد بھی ہوئے کشتۂ شمشیرِ ستم
سب سے بڑھکر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید | گھر کا گھر صاف ہوا، ٹوٹ پڑا کوہِ الم

———:•:(•ہا•):•:———

اُس عفیفہ نے یہ سب سُن کے کہا تو یہ کہا | یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہین شہنشاہِ اُمم!
سب نے دی اُسکو بشارت کہ سلامت ہین حضور | گرچہ زخمی ہین سر و سینہ و پہلو و شکم
بڑھ کے اُس نے رُخِ اقدس کو جو دیکھا تو کہا | تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہے سب رنج و الم

مین بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہِ دین ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہین ہم

———:(:•:•:):———

مساواتِ اسلام

بدر میں معرکہ آرا جو ہوا لشکرِ کفر — عتبہ ابن ربیعہ تھا امیر العسکر

سب سے پہلے وہی میدان میں بڑھا تیغ بکف — ساتھ اک بھائی تھا اور بھائی کے پہلو میں پسر

اس طرح اُس نے مبارز طلبی کی پہلے — مرد میدان کوئی تم میں ہو تو نکلے باہر

سُن کے یہ لشکرِ اسلام سے نکلے پیہم — تین جانباز کہ ایک ایک تھا اسکا ہمسر

سامنے آئے جو یہ لوگ تو عتبہ نے کہا — کس قبیلہ سے ہو کیا ہی نسب جد و پدر

بولے ہم وہ ہیں کہ ہی نام ہمارا انصار — ہم ہیں شیدائی اسلام ہی ہر فردِ بشر

جان نثارانِ رسولِ عربیؐ ہیں ہم لوگ — اک اشارہ ہو تو ہم کاٹ کے رکھدیتے ہیں سر

بولا عتبہ کہ بجا کہتے ہو جو کہتے ہو — مگر افسوس کہ مغرور رہے اولادِ مضر

تم سے لڑنا تو ہمارے لئے ہی مایۂ عار — کہ نہیں تیغ قریشی کے سزاوار یہ سر

کہہ کے یہ اُسنے کیا سرورِ عالم سے خطاب — ای محمدؐ یہ نہیں شیوۂ اربابِ ہنر

جنگ نا جنس سے معذور ہیں ہم آلِ قریش — بھیج اُنکو جو ہوں رتبہ میں ہمارے ہمسر

آپکے حکم سے انصار پھر آئے صف میں — حمزہؓ و حیدرِ کرار نے لی تیغ و سپر

اُن سے عتبہ نے جو پوچھا نسب و نام و نشان — نکلے یہ لوگ کہ ہاشم کے ہیں ہم لختِ جگر

بولا عتبہ کہ نہیں جنگ سے اب ہم کو گریز — آؤ اب تیغ قریشی کے دکھائیں جوہر

یا یہ حالت تھی کہ تلوار بھی تھی طالبِ کفو — یا مساوات کا اسلام کے پھیلا یہ اثر

بارگاہ نبوی کے جو موذن تھے (بلالؓ) | کر چکے تھے جو غلامی مین کئی سال بسر
جب یہ چاہا کہ کرین عقد مدینہ مین کہین | جا کے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھل کر
مین غلام حبشی اور حبشی زادہ بھی ہون | یہ بھی سن لو کہ مرے پاس نہین دولت زر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھی ہے | ہر کوئی جسکو نہ ہو میری قرابت سے حذر
گردنین جھک کے یہ کہتی تھین کہ دل سے منظور | جسطرف اُس حبشی زادہ کی اُٹھتی تھی نظر!!

عہد فاروقؓ مین جسدم کہ ہوئی اُنکی وفات | یہ کہا حضرت فاروقؓ نے با دیدۂ تر!
اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا آقا | اُٹھ گیا آج نقیب حشم پیغمبرؐ!

خلافت فاروقی کا ایک واقعہ

عام الرمادہ کہتے ہین جسکو عرب مین لوگ | عہد خلافت عمرؓ کا وہ سال تھا!
اس سال قحط عام تھا ایسا کہ ملک مین | لوگون کو بھوک پیاس سے جینا محال تھا
پانی کی ایک بوند نہ ٹپکی تھی ابر سے | ہر خاص و عام سخت پراگندہ حال تھا
اعراب کی بسر حشرات زمین پہ تھی | سب اُٹھ گیا جو فرق حرام و حلال تھا
تشویش سب سے بڑھ کے جناب عمرؓ کو تھی | ہر دم اسی کی فکر اسی کا خیال تھا
تدبیر لاکھ کی تھی مگر رک سکا نہ قحط | گو انتظام ملک مین اُن کو کمال تھا!!
معمول تھا جناب عمرؓ کا کہ متصل | کرتے تھے گشت رات کو سونا محال تھا
اک دن کا واقعہ ہے کہ پہونچے جو دشت مین | کوسون تلک زمین پہ خیمون کا جال تھا
بچے کئی تھے ایک ضعیفہ کی گود مین | جنمین کوئی بڑا تھا کوئی خردسال تھا

دیکھا جو اُس کو یہ کہ پکاتی ہی کوئی چیز / جاتا رہا جو طبعِ حزین مین ملال تھا!

سمجھے کہ اب وہ ملک کی حالت نہین رہی / کم ہو چلا ہے قحط کا جو اشتعال تھا

پوچھا خود اُس سے جاکے تو رونے لگی کہ آہ / کیا آپ کو غذا کا بھی یان احتمال تھا

بچے یہ تین دن سے تڑپتے ہین خاک پر / مین کیا کہون زبان سے انکا جو حال تھا

مجبور ہو کے ان کے بہلنے کے واسطے / پانی چڑھا دیا ہے یہ اُسکا اُبال تھا

اُن سے یہ کہدیا ہے کہ اب مطمئن رہو / کھانا یہ پک رہا ہے اسی کا خیال تھا"

بے اختیار رونے لگے حضرتِ عمرؓ / بولے کہ "یہ مرے ہی کیے کا وبال تھا

جو کچھ کہ ہے یہ سب ہے مری شامتِ عمل / از بس گناہگار مرا بال بال تھا!"

بازار جاکے لائے سب اسباب آب و نان / جو زخمِ قحط کا سببِ اندمال تھا

چولھے کے پاس بیٹھ کے خود پھونکتے تھے آگ / چہرہ تمام آگ کی گرمی سے لال تھا!

بچوں نے پیٹ بھر کے جو کھایا تو کھل اُٹھے / ایک ایک لب تو فرطِ خوشی سے نہال تھا

تھی وہ زنِ ضعیف سراپا زبانِ شکر / یان حضرتِ عمرؓ کو وہی انفعال تھا

عہدِ عمرؓ کو یہ جو ملا تجھ سے چھین کر
جو کچھ گزر رہا ہے یہ اُس کا وبال تھا

عدلِ فاروقی کا ایک نمونہ

ایک دن حضرتِ فاروق نے منبر پہ کہا / مین تمھین حکم جو کچھ دون تو کروگے منظور

ایک نے اُٹھ کے کہا یہ کہ "نہ مانین گے کبھی / کہ ترے عدل مین ہم کو نظر آتا ہی فتور"

چادرین مالِ غنیمت مین جو اب کی آئین / صحنِ مسجد مین وہ تقسیم ہوئین بن کے حضور

اُن میں ہر ایک کے حصہ میں فقط ایک آئی — تھا تمھارا بھی وہی حق کہ یہی ہے دستور
اب جو یہ جسم پہ تیرے نظر آتا ہے لباس — یہ اُسی لوٹ کی چادر سے بنا ہوگا ضرور
مختصر تھی وہ ردا اور ترا ہے قد دراز — ایک چادر میں ترا جسم نہ ہوگا مستور
اپنے حصہ سے زیادہ جو لیا تو نے تو اب — تو خلافت کے نہ قابل ہے نہ ہم ہیں مامور"

گرچہ وہ حدِ مناسب سے بڑھا جاتا تھا — سب کے سب مہر بہ لب تھے چہ اناث و چہ ذکور
روک دے کوئی کسی کو یہ نہ رکھتا تھا مجال — نشۂ عدل و مساوات سے تھے سب مخمور

اپنے فرزند سے فاروق معظمؓ نے کہا — "تم کو ہے حالتِ اصلی کی حقیقت پہ عبور
تمھیں دیکتے ہو اِسکا مری جانب سے جواب — کہ نہ پکڑے مجھے محشر میں مرا رب غفور"

بولے یہ ابن عمرؓ سب سے مخاطب ہوکر — "اسمیں کچھ والدِ ماجد کا نہیں جرم و قصور
ایک چادر میں جو پورا نہوا اُنکا لباس — کر سکی اِس کو گوارا نہ مری طبع غیور
اپنے حصہ کی بھی میں نے اُنھیں چادر دیدی — واقعہ کی یہ حقیقت ہے کہ جو تھی مستور"

نکتہ چیں نے یہ کہا اُٹھ کے کہ "ہاں اے فاروق
حکم دے ہم کو، کہ اب ہم اُسے مانیں گے ضرور"

اظہار و قبول حق

وارثِ عدلِ پیمبر عمرؓ ابن الخطاب — ہیچ تھی جنکے لیے منزلتِ تاج و سریر

مجمع عام میں لوگوں سے اُنھوں نے یہ کہا ‏ ‏ مہر باندھو نہ زیادہ کہ ہے یہ بھی تبذیر

جسقدر تم کو ہو مقدور وہیں تک باندھو ‏ ‏ حکم یہ عام ہے سب کو امرا ہوں کہ فقیر"

ایک بڑھیا نے وہیں ٹوک کے فوراً یہ کہا ‏ ‏ تجھ کو کیا حق ہے جو تو کرتا ہے ایسی تقریر

صاف قرآن میں قنطار کا لفظ آیا ہے ‏ ‏ تجھ کو کیا حق ہے کہ اس لفظ کی کر دے تغیر؟

لاکھ تک بھی ہو تو کہہ سکتے ہیں اُس کو قنطار ‏ ‏ تھا یہ اک زن کہ اس وزن کی یہ ہے تعبیر"

سرنگوں ہو کے کہا حضرت فاروقؓ نے "آہ!

میں نہ تھا اس سے جو واقف تو یہ میری تقصیر!"

جرأت صداقت

مدتوں حضرت (عباس) بھی تھے شامل کفر ‏ ‏ کم سے کم یہ کہ رسالت پہ نہ تھا اُن کو یقین

(بدر) میں آ کے لڑے اور گرفتار ہوئے ‏ ‏ بسکہ تقدیر میں تھی خانۂ زندان کی زمین

قیدیوں کے لیے جو گھر کہ ہوا تھا تیار ‏ ‏ اتفاقات سے تھا خانۂ مسجد کے قریں

رات کو حضرت عباسؓ کراہتے اکثر ‏ ‏ قید کرتے ہوئے لوگوں نے جو مشکیں تھیں کسیں

دیر تک سرورِ عالم کو رہی بے خوابی ‏ ‏ کروٹیں لیتے تھے اور نیند نہ آتی تھی قریں

وجہ پوچھی جو صحابہ نے، تو یہ فرمایا ‏ ‏ آتی ہے کان میں عباسؓ کی آوازِ حزیں

جب سُنا یہ تو وہیں کھول دیے ہاتھ اُن کے ‏ ‏ چین سے حضرت عباس نے راتیں کاٹیں

تھا انہی حضرت عباسؓ کا پوتا (منصور) ‏ ‏ جو کہ ایوانِ خلافت میں ہوا تخت نشیں

ایک دن حکم دیا اُس نے کہ اولادِ رسولؐ ‏ ‏ ایک جا جمع کیے جائیں جو ملجائیں کہیں

پھر دیا حکم کہ ان سب کو پنہا کر زنجیر ‏ ‏ کہہ دو ان سے کہ نہیں خانۂ زنداں کے مکیں

ایک دن سیر کو اس شان سے نکلا منصور | پا بہ زنجیر تھے سادات یسار او ر یمین
ساتھ ساتھ آتے تھے پیدل جگر و جان رسول | اور منصور تھا زیب حرم خانہ زین

ایک نے مجمع سادات سے بڑھکر یہ کہا | گرچہ اس لطف کے مشکور ہین ہم خاک نشین
غزوۂ بدر ہین لیکن جو کیا ہم نے سلوک
وہ تو کچھ اور تھا ہے یاد بھی تم کو کہ نہین

نظام حکومت اسلام

جب ولی عہد ہوا تخت حکومت کا یزید | عامل یثرب و بطحا کو یہ پہونچے احکام
کہ ولی عہد کا بھی اب سے پڑھے نام ضرور | خطبہ پڑھتا ہے حرم نبوی مین جو امام
وقت آیا تو چڑھا پایۂ منبر پہ خطیب | اور کہا یہ کہ یزید اب ہے امیر اسلام
یہ نئی بات نہین ہے کہ ابوبکر و عمرؓ | جانشین کر گئے جب موت کا پہونچا پیغام
اُٹھ کے فرزند ابوبکر نے فوراً یہ کہا | سر بسر کذب ہے یہ اے خلف نسل لئام
جھوٹ ہے یہ کہ ہے یہ سنت بوبکر و عمرؓ | ہان مگر قیصر و کسریٰ کی ہے یہ سنت عام
اپنے بیٹے کو بنایا تھا خلیفہ کس نے | ایسی بدعت کا نہین مذہب اسلام مین نام
یہ طریقہ متوارث ہے تو کفار مین ہے | ورنہ اسلام ہے اک مجلس شوریٰ کا نظام
شان اسلام ہے شخصیت ذاتی سے بعید | شرع مین سلطنت خاص ہے ممنوع حرام
اس سے بھی قطع نظر نسل عرب سے ہین ہم لوگ
وہ کوئی اور رہین ہوتے ہین جو شاہون کے غلام

ہمارا طرزِ حکومت

کبھی ہم نے بھی کی تھی حکمرانی اس ملک پر — مگر وہ حکمرانی جس کا سکہ جان و دل پر تھا

:(ماہر):

قرابت راجگان ہند سے اکبر نے جب چاہی — کہ یہ رشتہ ہمدردی و نشو و نما کا زیور تھا
تو خود فرمانروا جے پور نے نسبت کی خواہش کی — اگرچہ آپ بھی وہ صاحب دیہیم و افسر تھا
ولی عہد حکومت اور خود شاہنشہ اکبر — گئے امبیر تک جو تخت گاہ ملک و کشور تھا
اُدھر راجہ کی نور دیدہ گھر میں جلوہ آرا تھی — اِدھر ٹھہرا ہوا پُر جوش عز و جاہ کا لشکر تھا
دلہن کو گھر سے منزل گاہ تک اس شان سے لائے — کہ کوسوں تک زمین پر فرش پا انداز زر کا تھا
دلہن کی پالکی خود اپنے کندھوں پر جو لائے تھے — وہ شاہنشاہ اکبر اور جہانگیر ابن اکبر تھا

:—:

یہی ہیں وہ شمیم انگیزیاں عطر محبت کی — کہ جن سے بوستان ہند برسوں تک معطر تھا
تمہیں لے دے کے ساری داستان میں یاد ہے اتنا
کہ عالمگیر ہندو کش تھا ظالم تھا ستمگر تھا

عدلِ جہانگیری

قصر شاہی میں کہ ممکن نہیں غیروں کا گذر — ایک دن نورجہاں بام پہ تھی جلوہ فگن
کوئی شامت زدہ رہ گیر اُدھر آ نکلا — گرچہ تھی قصر میں ہر چار طرف سے قدغن
غیرت حسن سے بیگم نے طپنچہ مارا — خاک پر ڈھیر تھا اک کشتۂ بے گور و کفن

ساتھ ہی شاہِ جہانگیر کو پہونچی جو خبر
غیظ سے آگئی ابروئے عدالت پہ شکن

حکم بھیجا کہ کنیزانِ شبستانِ شہی
جا کے پوچھ آئین کہ سچ یا کہ غلط ہے یہ سخن

نخوتِ حسن سے بیگم نے بصد ناز کہا
میری جانب سے کرو عرض بہ آئینِ [illegible]

ہان مجھے واقعۂ قتل سے انکار نہین
مجھ سے ناموسِ حیا نے یہ کہا تھا کہ "بزن"

اُس کی گستاخ نگاہی نے کیا اُسکو ہلاک
کشورِ حسن مین جاری ہے یہی شرعِ کہن

مفتیِ دین سے جہانگیر نے فتویٰ پوچھا
کہ شریعت مین کسی کو نہین جائے سخن

مفتیِ دین نے بیخوف و خطر صاف کہا
شرع کہتی ہے کہ قاتل کی اُڑا دو گردن

لوگ دربار مین اِس حکم سے تھرّا اُٹھے
پر جہانگیر کے ابرو پہ نہ بل تھا نہ شکن

تُرکنون کو یہ دیا حکم کہ اندر جا کر
پہلے بیگم کو کرین بستۂ زنجیر و رسن

پھر اُسی طرح اُسے کھینچ کے باہر لائین
اور جلاد کو دین حکم کہ ہان تیغ بزن

یہ وہی نورجہان ہے کہ حقیقت مین یہی
تھی جہانگیر کے پردہ مین شہنشاہِ زمن

اُس کی پیشانیِ نازک پہ جو پڑتی تھی گرہ
جا کے بنجاتی تھی اوراقِ حکومت پہ شکن

اب نہ وہ نورجہان ہے نہ وہ اندازِ غرور
نہ وہ غمزے ہین نہ وہ عربدۂ صبر شکن !

اب وہی پانُون ہر اک گام پہ تھرّاتے ہین
جنکی رفتار سے پامال تھے مرغانِ چمن

ایک مجرم ہے کہ جسکا کوئی حامی نہ شفیع
ایک بیکس ہے کہ جسکا نہ کوئی گھر نہ وطن !

خدمتِ شاہ مین بیگم نے یہ بھیجا پیغام
خون بہا بھی تو شریعت مین ہے اک امرِ حسن

مفتیِ شرع سے پھر شاہ نے فتویٰ پوچھا | بولے جائز ہے رضامند ہون گر بچّہ وزن
وارثون کو جو دیے لاکھ درم بیگم نے | سب نے دربار مین کی عرض کہ اے شاہِ زمن!
ہم کو مقتول کا لینا نہین منظور قصاص | قتل کا حکم جو رُک جائے تو ہے مستحسن"

ہو چکا جب کہ شہنشاہ کو پورا یہ یقین | کہ نہین اس مین کوئی شائبۂ حیلہ و فن
اُٹھ کے دربار سے آہستہ چلا سوے حرم | تھی جہان نورجہان معتکفِ بیتِ حزن

دفعتًا پانون پہ بیگم کے گرا اور یہ کہا

تو اگر کشتہ شدی، آہ چہ می کردم من؟

اسلام کے تنزّل کا اصلی سبب

لوگ کہتے ہین کہ یہ بات ہے ابلہ صحیح | کہ زمانہ مین کہین عزتِ اسلام نہین
آپ جا یئنگے جہان قوم کو پائینگے ذلیل | اسمین تخصیص عراق و عرب و شام نہین
یہ بھی ظاہر ہے کہ ہین مختلف الحال یہ لوگ | کوئی چیز ان مین جو ہو مشترکِ عام نہین
ایشیائی ہے اگر یہ تو وہ ہے افریقی | اور کوئی رابطۂ نامہ و پیغام نہین
لالہ رُخ یہ ہے تو زنگی و سیہ فام ہے وہ | یہ یمن بر ہے تو وہ موزون و خوش اندام نہین
اس نے گہوارۂ راحت مین بسر کی ہے عمر | وہ کبھی خوگرِ آسایش و آرام نہین
وہ ازل سے ہے کمند افگن و شمشیر نواز | اِس کو جز عیش کسی چیز سے کچھ کام نہین
[illegible] بھی [illegible] نہین ہوتی اُس کو | اِسکو گر نان جوین بھی ہو تو آرام نہین
[illegible] علم | وہ ابھی ابجدِ تعلیم سے بھی رام نہین

اسقدر فرق و تفاوت پہ بھی ہے عام یہ بات قوم کا دفتر عزت مین کہین نام نہین

پس اگر غور سے دیکھو تو بجز مذہب و دین ہم مسلمانون مین کوئی صفت عام نہین

ان اصولون کی بنا پر یہ نتیجہ ہے صریح سبب پستئ اسلام جز اسلام نہین

ان مسائل مین ہی کچھ ژرف نگاہی درکار یہ حقائق ہین تماشائے لب بام نہین

غور کرنے کیلئے فکر و تعمق ہے ضرور منزل خاص ہے یہ رہگذر عام نہین

بحث بافیہ مین پہلی غلطی یہ ہے کہ آپ جس کو اسلام سمجھتے ہین وہ اسلام نہین

آپ کھانے کھلا دیتے ہین پہلے مسموم پھر یہ کہتے ہین غذا موجب سقام نہین

اعتقادات مین ہے سب سے مقدم توحید آپ اس وصف کو ڈھونڈین تو کہین عام نہین

ہون ہی شائبہ شرک سے خالی اسوقت کون ہے جسپہ فریب ہوس خام نہین

آستانون کی زیارت کیلئے شد رحال اسمین کیا شان پرستاری اصنام نہین

کیجئے مسئلہ شرک نبوت پہ جو غور کفر مین بھی یہ جہانگیری اوہام نہین

اب عمل پر جو نظر کیجئے آئے گا نظر کہ کسی ملک مین پابندی احکام نہین

اغنیا کی ہے یہ حالت کہ نہین ہے وہ رئیس جسکے چہرے پہ فروغ مے گلفام نہین

نص قرآن سے مسلمان ہین بھائی بھائی اس اخوت مین خصوصیت اعمام نہین

یان یہ حالت ہے کہ بھائی کا ہے بھائی دشمن کون سا گھر ہے جہان یہ روش عام نہین

نہ کہین صدق و دیانت ہے نہ پابندی عہد دل ہین ناصاف زبانون مین جو دشنام نہین

آیت فاعتبروا پڑھتے ہین ہر روز مگر علما کو خبر گردش ایام نہین

الغرض عام ہے وہ چیز جو بے دینی ہے صاف یہ بات ہے دھوکا نہین ابہام نہین

ان حقائق کی بنا پر سبب پستی قوم

ترک پابندی اسلام ہے اسلام نہین

خطاب بحضورِ ایسرائے

ای ہمایون گہر افسر و اورنگ شہی — وہ کیا تو نے جو آئینِ جہانبانی ہے

تو نے ظاہر مین رعایا سے جو کھائی ہے شکست — یہ حقیقت مین ظفرمندیٔ سلطانی ہے

تو نے سمجھا کر رعایا کا وہ انبوہ وہ جوش — گرچہ جائز نہین جذبۂ انسانی ہے

تیرے لطف و کرم عام نے دیدی یہ ندا — کوئی مجرم ہے نہ قیدی ہے نہ زندانی ہے

تو نے اک آن مین گرتا ہوا گھر تھام لیا — بازوؤن مین یہ ترے زورِ جہانبانی ہے

بات رکھ لی تری تقریر نے حکام کی بھی — گرچہ لازم انھین اظہارِ پشیمانی ہے

تیرے دربار مین پہونچین گے جو اوراقِ سپاس — اُن مین یہ پیش کشِ شبلی نعمانی ہے

گرچہ مدحِ اُمرا مین نے نہین کی ہے کبھی
شکرِ احسان مگر اک فطرتِ انسانی ہے

شغلِ تکفیر

اک مولوی صاحب سے کہا مین نے کہ کیا آپ — کچھ حالتِ یورپ سے خبردار نہین ہین

آمادۂ اسلام ہین لندن مین ہزارون — ہرچند ابھی مائلِ اظہار نہین ہین

تقلید کے پھندون سے ہوئے جاتے ہین آزاد — وہ لوگ بھی جو داخلِ احرار نہین ہین

جو نام سے اسلام کے ہو جاتے تھے برہم — ان مین بھی تعصب کے وہ آثار نہین ہین

افسوس مگر یہ ہے کہ واعظ نہین پیدا — یا ہین تو بقول آپ کے دیندار نہین ہین

کیا آپکے زمرہ مین کسی کو نہین ہے درد — کیا آپ بھی اِس کے لیے تیار نہین ہین
جھلا کے کہا یہ کہ، یہ کیا سوء ادب ہی — کہتے ہو وہ باتین جو سزاوار نہین ہین

کرتے ہین شب و روز مسلمانون کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہین ہین

مذہب یا سیاست

تم کسی قوم کی تاریخ اُٹھا کر دیکھو — وہ ہی باتین ہین کہ جن پر ہی ترقی کا مدار
یا کوئی جذبۂ دینی تھا کہ جس نے دم مین — کر دیا ذرۂ افسردہ کو ہم رنگِ شرار
ہے یہ وہ قوتِ پُر زور کہ جس کی تکرار — سنگِ خارا کو بنا دیتی ہی اک مشتِ غبار
اسکی زد کھاکے لرز جاتی ہی بنیادِ زمین — اُس سے ٹکرا کے بکھر جاتے ہین اوراقِ دیار
یہ اُسی کا تھا کرشمہ کہ عرب کے بچے — کھیلنے جاتے تھے ایوانِ کسریٰ مین شکار
وہ اُلٹ دیتے تھے دنیا کا مرقع دم مین — جنکے ہاتھون مین رہا کرتی تھی اونٹونکی مہار
اُس کی برکت تھی کہ صحرائے حجازی کی سموم — بن گئی دہر مین جاکر چمن آرائے بہار
یہ اُسی کا تھا کرشمہ کہ عرب کے رہزن — فاش کرنے لگے جبریلِ امین کے اسرار
یا کوئی جاذبۂ ملک وطن تھا جس نے — کر دیئے دم مین قوائے عملی سب بیدار
ہے اسی مَے سے یہ سرمستیِ احرارِ وطن — ہی اسی نشہ کے سے یہ گرمی ہنگامۂ کار
آپ دونون سے کیے دیتے ہین ہمکو محروم — نہ سیاست ہی نہ ناموسِ شریعت کا وقار
نہ تو ان بحثِ سیاست کی اجازت ہی نہ تھی — کہ وفاداریِ مسلم کا تھا یہ خاص شعار
اب اجازت ہی مگر دائرۂ بحث ہے یہ — کہ گورنمنٹ سے اس بات کے ہون عرض گزار
ہم کو پامال کیے دیتے ہین ابنائے وطن — ڈر ہی پس جائے نہ یہ فرقۂ اخلاص شعار

یہ بھی اک گونہ شکایت ہے مسلمانوں کو ضرور | کہ مناصب میں ہے کم حلقہ بگوشوں کا شمار
اب رہا جنبش پیری تو وہ اس طرح مٹا | کہ ہمیں آپ ہی آتا ہے اس امر سے عار
وضع میں طرز میں اخلاق میں اشعار میں کہیں | نظر آتے نہیں کچھ حرمت دین کے آثار
بحث یہ ہے کہ وہ اس طرز سے بھی ممکن تھا | کہ نہ گھٹتا کبھی ناموس شریعت کا وقار
پہنے جاتے بھی تو اغیار کے سیکھے گئے نام | [illegible] بھی تو اس نشہ کا دیکھا ہے خمار
نام لیتے تھے ارسطو کا ادب سے ہر چند | تھے فلاطون کی باتوں کے بھی گو شکر گزار
جانتے تھے مگر اس بات کو بھی اہل نظر | کہ [illegible] انجمن میں ہیں بار
یعنی یہ بادہ [illegible] نہیں ذوق شناس | بزم اسرار کے یہ لوگ نہیں بادہ گسار
آج ہر بات میں ہر شان تفرنج پیدا | آج ہر رنگ [illegible] نمایاں ہے [illegible] شعار

دین شریعت کے مسائل بھی ہیں [illegible]
کہ جہاں تک انہیں معقول ہے تائید اغیار

جنگ زرگری

معائنہ ندوۃ العلما

کیا لطف ہے کہ حامی ندوہ ہیں اب وہ لوگ | جنکو کہ اسکے نام سے بھی اجتناب تھا
وہ لوگ جنکی رائے میں یہ ندوۂ غریب | ایک بیہودہ خیال تھا یا ایک خواب تھا
وہ لوگ جن کی رائے میں تعلیم کا یہ طرز | اعلان جنگ سید عالی جناب تھا
وہ لوگ جن کی رائے میں یہ ندوہ حقیر | تعلیم مغربی کے لیے سد باب تھا
وہ لوگ جن کی رائے میں ندوہ کا یہ طلسم | سر تا قدم فریب دہ شیخ و شاب تھا
ندوہ کا نام سنکے جو کھاتے تھے پیچ و تاب | جنکے لیے وہ مورد رنج و عتاب تھا

حیرت یہ ہے کہ مجمع علی مین یہ گروہ — ندوہ کے حل و عقد کا نائب مناب تھا
ندوہ پہ حرف گیر جو ہوتا تھا کوئی شخص — وہ اِس گروہِ پاک کا وقفِ عتاب تھا
ندوہ مین کوئی نقص بتاتا تھا گر کوئی — اُنکی طرف سے ایک کا سو سو جواب تھا
سیارگانِ چرخ علیگڈہ تھے پیش پیش — جنمین کوئی قمر تھا کوئی آفتاب تھا
حیرت مین تھے تمام تماشائیانِ بزم — یعنی یہ کیا طلسم تھا کیا انقلاب تھا
ندوہ کہان کہان وہ علیگڈہ کی انجمن — اُس بزم قدس مین یہ کہان باریاب تھا
کس دن کی دوستی ہے یہ کب کا ہے ارتباط — یون کب وہ موردِ کرم بیحساب تھا
شایانِ آفرین ہے وہی ندوۂ غریب — جو مدتون سے موردِ خشم و عتاب تھا
سرشار ہے حمایتِ ندوہ مین وہ گروہ — جسکو کہ اُس کے ذکر سے بھی اجتناب تھا
یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے — جو کچھ بیان ہوا ہے یہ آغاز باب تھا

آتا ہے اب معائنۂ ندوہ کا مشن — جو اختراعِ مجمع حکمت شعار ہے
جنمین سے کچھ شریک نزاعِ قدیم ہین — کچھ ابتدا سے بانی آغاز کار ہے
جن مین سے کوئی محکمۂ راز کا شریک — مضمونِ آفتاب کا مضمون نگار ہے
خود کوزہ گر ہے خود گلِ کوزہ بھی ہے وہی — جو صلح ہے وہی روشِ کارزار ہے
کیا شانِ ایزدی کہ وہی ندوۂ علوم — جو مدعیِ رہبری روزگار ہے
جو مایۂ اُمید ہے نسلِ جدید کا — جو کاروانِ رفتہ کی اب یادگار ہے
جسپر یہ حسنِ ظن ہے کہ یہ مجمعِ کرام — جسکا کہ مصر و شام مین اتبک وقار ہے
آیا تھا جسکے شوق مین وہ فاضلِ عرب — جس کا مرقعِ ادبی المنار ہے

چلتے ہین جسکے نقشِ قدم پر حریف بھی — گو اعترافِ حق سے ابھی ان کو عار ہے
جسنے خطابتِ عربی کو دیا رواج — جو فنِ جرح و نقد کا آموزگار ہے
جسنے بدل دیا روشِ و شیوۂ قدیم — جو رہبرِ طریقۂ اصلاح کار ہے
آتے ہین اُسکی جانچ کو نا آشنائے فن — یہ انقلابِ گردشِ لیل و نہار ہے
تعلیمِ مشرقی سے نہین جنکو کچھ غرض — ندوہ اب اُن کا نازکشِ اقتدار ہے
اربابِ ریش و جبۂ اقدس کا وہ گروہ — اب چند منشیون کا اطاعت گزار ہے

یہ داستانِ درد یہ افسانۂ الم!
ندوہ کا نوحہ نفسِ احتضار ہے!!

منکر می بودن و ہمرنگِ مستان زیستن

معترض ہین مجھ پہ سب مہربانانِ قدیم — جرم یہ ہے مین نے کیون چھوڑا وہ آئینِ کہن
مین نے کیون لکھے مضامینِ سیاست پے بہ پے — کیون نہ کی تقلیدِ طرزِ رہنمایانِ زمن؟
کانگرس سے مجھ کو اظہارِ برأت کیون نہین — کیون جتاتا ہون کہ مین ہون ہندوؤن کا ہمسخن

خیر مین تو شاعرِ آوارہ ہون جو ہون سو ہون — آپ تو فرمایئے کیون آپ نے بدلا چلن
آپ نے شملہ مین جا کے کی تھی جو کچھ گفتگو — حاصل اسکا فقط یہ تھا پس از تمہیدِ فن
سعی بازو سے ملین جب ہندوؤن کو کچھ حقوق — اُس مین کچھ حصہ ملے ہم کو بھی بہرِ پنجتن
یعنی جا کر شیر جب جنگل سے گر لائے شکار — لومڑی پہونچے کہ "کچھ مجھ کو بھی دین سرکارِ من"

لیکن اب تو آپ کی بھی کھلتی جاتی ہے زبان / آپ بھی اب تو اُڑاتے ہیں وہی طرزِ سخن!

اب تو مسلم لیگ کو بھی خواب آتے ہیں نظر / اب تو ہے کچھ اور طرزِ نغمۂ مرغِ چمن!

ملک پر اپنی حکومت چاہتے ہیں آپ بھی / تھا یہی تو منتہائے فکرِ یارانِ وطن!

آپ نے بھی اب تو نصب العین رکھا ہے وہی / کانگرس کا ابتدا سے ہے جو موضوعِ سخن

آپ بھی تو جادۂ (سید) سے اب ہیں منحرف / اب تو اوراقِ وفا پر آپ کے بھی ہے شکن!!

جب یہ حالت ہے تو پھر ہم پر ہے کیوں خشم و عتاب

منکرے بودن و ہم رنگِ مستان زیستن

احرار قوم اور طفل سیاست

یہ اعتراض آپ کا بیشک صحیح ہے | احرار قوم میں ہیں بہت خامیاں ابھی
چلتے ہیں تھوڑی دور ہر اک اہرو کے ساتھ | گم گشتہ طریق ہے یہ کاروان ابھی
زود اعتقادیاں ہیں تلوّن ہے وہم ہے | ہوجاتے ہیں ہر ایک سے یہ بدگمان ابھی
دلمیں نہ عزم ہے نہ ارادوں میں ہے ثبات | جھیلے نہیں ہیں معرکۂ امتحان ابھی
بے اعتدالیاں ہیں ادا کلام میں | باہر ہے اختیار سے انکے زبان ابھی
ہردم ہیں گو مسائل ملکی زبان پر | انمیں سے ایک بھی تو نہیں نکتہ دان ابھی

یہ سب بجا درست مگر سچ جو پوچھئے | جو کچھ کہ ہے یہ ہے اثر رفتگان ابھی
یہ ہے اُسی سیاست پارینہ کا اثر | گو شمع بجھ چکی ہے مگر ہے دھوان ابھی
موزون نہیں ہے جنبش اعضا تو کیا عجب | شب کے خمار کی ہیں یہ انگڑائیاں ابھی
چلتے ہیں لڑکھڑاتے ہیں اک اک قدم پہ پاؤں | چھوٹے ہیں قید سخت سے یہ سخت جان ابھی
بیکار کر دیئے تھے جو خود بازوے عمل | گو کھینچتے ہیں پر نہیں کھنچتی کمان ابھی
آئے کہاں سے قوت رفتار پاؤں میں | کچھ بیڑیاں ہیں پاؤں کی بندگران ابھی

غوغاں ہے کچھ مباحث ملکی نہیں ہیں یہ
اک طفل ہے سیاست ہندوستان ابھی

خطاب بہ احرار

ایک مرکز کی ضرورت

یہ جو لیڈر شکنی آپ نے کی خوب کیا | قوم اب طوقِ غلامی سے ہے بالکل آزاد
لوگ اب حلقۂ تقلید مین ہونگے نہ اسیر | ٹوٹ جائیگا طلسم اثرِ استبداد
ہان مگر ایک گزارش بھی ہے یہ قابلِ غور | یہ تو فرمایئے اس باب مین کیا ہے ارشاد؟
بتکدے آپنے ڈھائے بہت اچھا لیکن | شرط یہ ہے کہ حرم کی بھی تو رکھیئے بنیاد
آبلہ قابلِ نشتر تھا یہ مانا لیکن | دیکھیئے یہ کہیں زخم میں آجائے نہ فساد
آپ کہتے ہین کہ وہ مجمع ناجائز تھا | [illegible] آگے مگر تو کیجے کچھ ایجاد
اب کوئی مرکزِ قومی ہے نہ توحیدِ خیال | نہ کوئی جادۂ مقصد ہے نہ کچھ توشہ و زاد
خوف یہ ہے کہ بکھر جائے نہ شیرازۂ قوم | خوف یہ ہے کہ یہ ویرانہ نہ پھر ہو آباد
ذرے جس طرح بکھر جاتے ہین اڑ اڑ کے فنا | یون ہی ہو جائیگی پھر قوم بھی آخر برباد
نکتہ چینی سے فقط کام نہین چل سکتا | یہ بھی لازم ہے کہ کچھ کام بھی ہو پیشِ نہاد

چھاپ پر زور ہے لیکن کوئی انجن بھی تو ہو
کام کیا آئیگا نشتر جو نہ ہوگا فصّاد

جزر و مد

الہلال کا لب ولہجہ

دیکھ کر حریتِ فکر کا یہ دورِ جدید | سوچتا ہون کہ یہ آئینِ خرد ہے کہ نہین؟

رہنماؤں کی یہ تحقیر، یہ اندازِ کلام
اسمین کچھ شائبۂ رشک و حسد ہے کہ نہین؟

اعتراضات کا انبار جو آتا ہے نظر
اسمین کچھ قابلِ تسلیم و سند ہے کہ نہین؟

نکتہ چینی کا یہ انداز، یہ آئینِ سخن
بزمِ تہذیب مین مستوجبِ رد ہے کہ نہین؟

جس نئی راہ مین ہین بادیہ پیمایہ لوگ
کوئی اِس جادۂ مشکل کا بلد ہے کہ نہین؟

شاعرِ دینی جو نئی آج بچھائی ہے بساط
اسمین اِن ہرہی کہین سے کوئی زد ہے کہ نہین؟

پہلے گر شانِ غلامی تھی تو اب خیرہ سری
اس دورا ہے مین کوئی بیچ کی حد ہے کہ نہین؟

فیصلہ کرنے سے پہلے مین ذرا دیکھ تو لون
"جزر" جیسا تھا اُسی زور کا "مد" ہے کہ نہین؟

مسلم لیگ

لیگ کے عظمت و جرأت سے انکار نہین
ملک مین غلغلہ ہے شور ہے کہرام بھی ہے

ہے گورنمنٹ کی بھی اسپہ عنایت کی نگاہ
نظرِ لطفِ رئیسانِ خوش انجام بھی ہے

کون ہے جو نہین اس حلقۂ قومی کا اسیر
اسمین زہاد بھی ہین رندِ مے آشام بھی ہے

فیض ہے اسکا باندازۂ طالب یعنی
بادۂ صاف بھی ہے دُرد تہِ جام بھی ہے

کعبۂ قوم جو کہتے ہین بجا کہتے ہین
مرجعِ خاص ہے یہ، قبلہ گہِ عام بھی ہے

پختہ کارون کے لئے آلۂ تسخیر ہے یہ
نوجوانون کو صلائے طمعِ خام بھی ہے

رہنمایانِ نوآموز کا ہے مکتبِ درس
زینۂ فخر و نمائش گری عام بھی ہے

[illegible]ات مین درکار ہے ایثارِ نفوس
ان مین طرزِ عملِ بوسۂ و پیغام بھی ہے

صدمۂ مشہد و تبریز سے آنکھیں ہیں پر آب — دل میں غمخواری ترکان انکو نام بھی ہے
مختصر اسکے فضائل کوئی پوچھے تو یہ ہیں — محسن قوم بھی ہے خادم حکام بھی ہے
ربط ہے اسکو گورنمنٹ سے بھی ملک سے بھی — جسطرح صرف میں اک قاعدۂ ادغام بھی ہے

اسکے آفس میں بھی ہر طرح کا سامان ہے درست — ورق سادہ بھی ہے کلک خوش اندام بھی ہے
ہیں قرینے سے سجائی ہوئی میزیں ہر سو — جا بجا دفتر پارینۂ احکام بھی ہے
چند ہی ملے ہیں سند یافتۂ علم و عمل — کچھ اسسٹنٹ ہیں کچھ حلقۂ خدام بھی ہے
ہر تعطیل میں تفریح سیاحت مقصود — سفر درجۂ اول کے لیے دام بھی ہے
یہ تو سب ٹھیک ہے مگر ایک گزارش ہے حضور! — گرچہ یہ سوء ادب بھی ہے اور ابرام بھی ہے

مجھ سے آہستہ مرے کان میں ارشاد ہو یہ
"سال بھر حضرت والا کو کوئی کام بھی ہے؟"

جواب

بہ رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب

اغماض چلتے وقت مروت سے دور تھا
اس وقت پاس آپ کا ہونا ضرور تھا

ہر چند لیگ کا نفس واپسیں ہے اب — اس مستئی دو روزہ پہ جس کو غرور تھا

وہ دن گئے کہ بتکدہ کو کہتے تھے حرم — وہ دن گئے کہ خاک کو دعوئے نور تھا

وہ دن گئے کہ شانِ غلامی کے ساتھ بھی — ہر بوالہوس خمارِ سیاست میں چور تھا

وہ دن گئے کہ شارعِ اول کا حرف حرف — ہم پایہ کلامِ سخنگوئے طور تھا

وہ دن گئے کہ فتنۂ آخر زماں کے بعد — گویا کہ اب امامِ زماں کا ظہور تھا

اب عترت میں دیدہ ورانِ قدیم بھی — اس نقشِ سیمیا میں نظر کا قصور تھا

اس ست مرتعش میں نہ تھی قوتِ عمل — اک کاسۂ تہی یہ سرِ پرغرور تھا

یہ لمعۂ سراب نہ تھا چشمۂ بقا — یہ تیرگی تھی جس کو سمجھتے تھے نور تھا

آئینِ بندگی میں تملق کی شان تھی — اخلاص و صدق شائبۂ مکر و زور تھا

اُن کی دوکان کی وہ ہوا اُکھڑ چلی — جنکے گھروں میں جنسِ فنا کا وفور تھا

اب یہ کھلا کہ واقفِ سِر تھا اُسی قدر — جو جس قدر مقامِ تقرب سے دور تھا

ہر دم برادرانِ وطن کی برائیاں! — ظاہر ہوا کہ فتنۂ اربابِ زور تھا

سب مٹ گیا سیاستِ سی سالہ کا طلسم — اک ٹھیس سی لگی تھی کہ شیشہ یہ چور تھا

لے دے کے رہ گیا تھا سہارا ہی آپ کا — یہ جسمِ مردہ منتظرِ نفخِ صور تھا

امید تھی کہ اب کی بدل جائینگے اصول — مٹ جائے گا نظام میں جو کچھ فتور تھا

ہو گی کچھ اب نظامِ حکومت پہ گفتگو — جس دن کا منتظر کہ ہر اک باشعور تھا

دینگے برادرانِ وطن کو پیامِ صلح — آویزشِ عبث سے ہر اک دل نفور تھا

یہ کیا ہوا کہ آپ نے بھی بیرخی سی کی؟ — کیا آپ کو بھی رازِ نہاں پر عبور تھا

یا یہ سبب ہوا کہ پراگندہ تھا مزاج — از بسکہ آستانہ میں شورِ نشور تھا

ممکن ہے اور بھی ہون کچھ اسباب ناگزیر
یہ سب سہی پہ آپ کو آنا ضرور تھا

مسلم لیگ

لوگ کہتے ہین کہ آمادۂ اصلاح ہے لیگ — یہ اگر سچ ہے تو ہمکو بھی کوئی جنگ نہین
شیشۂ راز سے کچھ کچھ یہ جھلک آتی ہے — کہ ہم آہنگیٔ احباب سے اب ننگ نہین
فرق اتنا تو بظاہر نظر آتا ہے ضرور — اب خوشامد کا ہر اک بات مین وہ رنگ نہین
عرض مطلب مین زبان کچھ تو ہے کھلتی جاتی — گرچہ ابتک بھی حریفون کے ہم آہنگ نہین
وہ بھی اب نقدِ حکومت کو پرکھتے ہین ضرور — جن کو ابتک بھی تمیز گہر و سنگ نہین
تو ہم ہین پھر کہتے ہین جو افسون وفا — اُن کی افسانہ طرازی کا بھی وہ ڈھنگ نہین
وہ بھی کہتے ہین کہ اس جنس وفا کی قیمت — جسقدر ملتی ہے ذرہ کی بھی ہمسنگ نہین
آگے تھے حلقۂ تقلید مین جو لوگ اسیر — سست رفتار تو اب بھی ہین مگر لنگ نہین



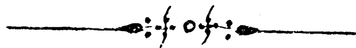
آپ بدل جو نہین ہین تو بلا سے نہ سہی — ہان کسی کو طلب افسر و اورنگ نہین
کام کرنیکے بہت سے ہین جو کرنا چاہیے — اب بھی یہ دائرۂ سعی و عمل تنگ نہین
سال مین یہ جو تماشا سا ہوا کرتا ہے — کام کرنیکے یہ انداز نہین ڈھنگ نہین
کچھ تو نظم و نسقِ ملک مین بھی کیجیے دخل — شیوۂ حق طلبی ہے یہ کوئی جنگ نہین
کچھ نہ کچھ نظمِ حکومت مین ہے اصلاح ضرور — ہم نہ مانینگے کہ اس آئینہ مین زنگ نہین
کم سے کم حاکمِ اضلاع تو ہون اہلِ وطن!

کیا ہزاروں میں کوئی صاحب فرہنگ نہیں

صلح کانفرنس کی شکست اور جنگ کا آغاز

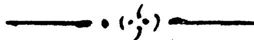
سوٹ ایبل سلف گورنمنٹ

دیکھا جو لیگ نے کہ ہوا خاتمہ تمام | از بسکہ دست حق طلبی اب دراز ہے
کہنے لگے ہیں سب کہ سیاست کا یہ نظام | مقبول خاص و عام نہیں جانہ ساز ہے
تقسیم مشرقی نے عیاں کر دیا ہے سب | جو شاہ راہ حق میں نشیب فراز ہے
مجبور ہو کے لیگ نے الٹا ہے یہ ورق | جو سر بسر مرقع نیرنگ ساز ہے
چہرہ پہ ہے جو سلف گورنمنٹ کا نقاب | ہر دیدہ ور اسیر طلسم مجاز ہے
سمجھے نہ یہ کہ "سوٹ ایبل" کی جو شرط ہے | تمہید سجدہ ہائے جبین نیاز ہے
سمجھے نہ لوگ یہ کہ یہی لفظ پر فریب | اس ملک میں طلسم غلامی کا راز ہے
سب یہ سمجھ رہے ہیں کہ اب لیگ و کانگرس | دونوں کا ایک عرصۂ گہ ترک و تاز ہے



جب تک کہ لوگ حلقہ بگوش خوص ہیں | جب تک زبان قوم خوشامد طراز ہے
جب تک ہیں لوگ عالم بالائے مستفیض | جب تک ہم یہ دور "فتوح ہائے راز" ہے
"احرار" سے کہو کہ نہیں کچھ امید "صلح" | مٹتا نہیں جو تفرقہ و امتیاز ہے

آزادی خیال پہ تم کو ہے گر غرور
تو لیگ کو بھی شان غلامی پہ ناز ہے



مسلم لیگ

لیگ کو جب نظر آیا کہ چلی ہاتھ سے قوم
اِک نیا روپ بھرا اُس نے باندازِ دگر

منظرِ عام پہ لوگون سے کیا اُس نے خطاب
کہ نہین سلف گورنمنٹ سے اب ہم کو مفر

اِک ذرا سی مگر اِس لفظ مین تخصیص بھی ہے
جس سے ہین متفق اللفظ سب اربابِ نظر

یعنی وہ سلف گورنمنٹ کہ "ہو سوٹ ایبل"
یا کہ موزون و مناسب ہو بالفاظِ دگر

یہ مسلّم کہ ہر اِک ملک کی حالت ہے جُدا
جسکا آئین حکومت پہ بھی پڑتا ہے اثر

جو حکومت کہ کناڈا کے لیے موزون ہے
ہے وہی مملکتِ ہند مین سرمایۂ شر

ملک مین ہم بھی ہین ہندو بھی ہین عیسائی بھی
جو کہ ہین نخلِ حکومت کے لیے برگ و ثمر

واقعی "قیدِ مناسب" ہے بجا اور موزون
آپ اس قید کو کس کام مین لائین گے مگر؟

پہلے بھی آپ تھے اِس حصن مین لیتے تھے پناہ
پہلے بھی آپ اُسی دشت مین تھے راہ سپر

جب کبھی کوئی بھی تحریک سیاسی ہوگی
آپ اس "قیدِ مناسب" کو بنائین گے سپر

اب بھی ہین جادۂ مقصد کے وہی نقشِ قدم
اب بھی اوراقِ سیاست کا وہی ہے مسطر

یہ وہی لفظ ہے مجموعۂ صدگونہ فریب
یہ وہی لفظ ہے سرمایۂ صدگونہ ضرر

آپ ہر بار جو بڑھ بڑھ کے پلٹ آتے ہین
ہے اِسی شیوۂ تعلیمِ غلامی کا اثر

آپ کے فلسفۂ نو کے یہ الفاظ جدید
گو بظاہر ہین فریبندۂ اربابِ بصر

ہے حقیقت مین اُسی متنِ غلامی کی یہ شرح
ہے حقیقت مین اُسی نخلِ سیاست کا ثمر

چند جملے جو زبانون پہ چلے آتے ہین
آپ دُہراتے ہین ہر بار باندازِ دگر

ایک اُن مین سے ہے یہ بھی کہ "ابھی وقت نہین"
ہے اِسی لفظ کی تشریح باندازِ دگر

آج یہ لفظ "مناسب" جو نیا وضع ہوا
آپ اس لفظ کو ہر بار بہائیں گے بہر

آپ سکے دائرہ بحث کا مرکز بھا ہی
آپ کی گردش پیہم کا یہی تھا محور

آپ اس دام سے برسوں بھی نہ چھوٹینگے کبھی
آپ اس کو پئے ہضم سے نہ ہونگے سر بسر

آپ سے ہونگی بھلا بحث نہ کیجئے گا کبھی
دل سے جائیگا نہ تعلیم غلامی کا اثر

آپ کبھی بھی کوئی پہلو سے غلامی ہوگا
پھر پھر کے اسی نقطہ پہ ٹھہرے گی نظر

اس قدر سرد مزاج اور بھرا اس پہ تبسم
خوف یہ ہے کہ پہونچ جائے نہ فالج کا اثر

آپ کچھ گرم دوائیں جو گوارا فرمائیں
ہم دعا گو یہ سمجھتے ہیں کہ ہو گا بہتر

لیگ

نمبر

سوٹ اپیل

لیگ کے سلسلے میں گو نئی ہو اپیش نظر
للہ الحمد کہ حل ہو گئی ساری مشکل

اب یہ بیجا ہے شکایت کہ وہ آزاد نہیں
اب یہ کہنا غلطی ہے کہ وہ ہیں یاد دلگیر

ملک کے چند مسائل کی یہی ہے بنیاد
اور جو کچھ ہے اسی چیز میں ہے سب شامل

لیگ نے عقل سے طلبی میں جو جرأت کی ہے
واقعہ یہ ہے کہ ہے یہ ستائش کے قابل

کچھ تو ہے لیگ میں جس نے یہ کشش پیدا کی
آپ سے آپ جو کھنچتا ہے ادھر ہر دل

لیگ والوں نے جو اسٹیج پہ کی تقریریں
کر دیے اس نے خیالات غلط سب باطل

اس قدر لبری سے ہر اک حرف ادا ہوتا تھا
بعض کہتے تھے کہ ہم سواد ہیں داخل"

العرض لیگ گئے اور مجلس ملکی کے حدود — یون ملے آکے بہم بحر سے جیسے ساحل

ہان تو اب عرض ہے یہ خدمت عالی مین جناب — کیجیے سلف گورنمنٹ کا مقصد حاصل

امتحانات سول کے لیے لندن کی یہ قید — ہے یہ رفتار ترقی کے لیے سخت مخل

یہ جو پیمائش ارضی کا ہے سی سالہ رواج — ملک کے حق مین ہے یہ زہر سے بڑھکر قاتل

جو مناصب کہ ولایت کے لیے ہین مخصوص — آج ابنائے وطن بھی تو ہین ان کے قابل

صیغۂ فوج مین تخفیف مصارف ہے ضرور — سینۂ ملک پہ افسوس کہ بھاری ہے یہ سل



لیگ نے سن کے یہ سب مجھ سے باہستہ کہا — آپ سمجھے بھی کہ اس لفظ کا کیا تھا محمل؟

ہمنے گو سلف گورنمنٹ کی خواہش کی تھی — شرط یہ بھی تو لگادی تھی کہ ہو سوٹ ایبل؛

آپ جو کہتے ہین وہ ہے حد ادراک سے دور — ہمکو اس خواب پریشان مین نہ کیجیے شامل؛

یہ وہ باتین ہین جو مخصوص ہین یورپ کے لیے
آپ طے پہلے غلامی کی تو کر لین منزل

مسلم یونیورسٹی

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے
خوش ہون کہ میری بات سمجھنی محال ہے

الحاق کی جو شرط نہ مانی جناب نے — کیا جانے کیا حضور کے دل مین خیال ہے

مسلم کے لفظ مین تو کوئی بات ہی نہ تھی — کیا اسمین بھی حضور کو کچھ احتمال ہے؟

اسبابِ ترکِ ظلم کے نئے کچھ عیاں ہوئے — یا پہلے ہی سے شیشۂ خاطر میں بال ہے؟

ہم تو ازل سے حلقہ بگوشِ نیاز ہیں — یہ سر ہمیشہ زیرِ قدم پائمال ہے

بندے تو وہ تمام صفت کی حضور کی — جو خاص شیوۂ صفتِ ذوالجلال ہے

آیا کبھی نہ حرفِ تمنا زبان پر — اب تک تو ہم کو پاسِ ادب کا خیال ہے

اردو کے باب میں جو ذرا کھل گئی زبان — اب تک جبین پر عرقِ انفعال ہے

دامن غبارِ حق طلبی سے رہا ہے پاک — یہ فیضِ خاص [illegible] ہے

آیا جو حرفِ شکوہ کبھی [illegible] — سمجھا دیا کہ جوشِ جنوں کا مآل ہے

اب تک [illegible] خاص — [illegible] عوام میں کچھ قیل و قال ہے

گر منہ سے بھی [illegible] ہر زبان [illegible] شکوہ سنج — باطن ہے انقیاد، جو ظاہر ملال ہے

اخلاق سے کچھ اور نہ تھا مدعائے خاص — بس اک عموم درسِ وفا کا خیال ہے

یعنی کہ جھیل کر یہ زمانے کو گھیر لے — اب تک جو منتشر یہ علی گڈھ کا جال ہے

یہ پالیسی ہے شاہرہِ عام قوم کی — اس سے کوئی الگ ہو تو وہ خال خال ہے

پھر بھی حضور کی نہ گئیں سرگرانیاں — پھر بھی گنہگار مرا بال بال ہے

اتنی سی آرزو بھی پذیرا نہ ہو سکی — اب کیا کہیں کہ اور بھی کچھ عرضِ حال ہے

سنتے رہے وہ غور سے یہ داستانِ غم — جب ختم ہو گئی تو یہ لب پر مقال ہے

"حد سے اگر بڑھے گا تو ہو جائے گا مسنہ

وہ درسگاہ رشد و وفا کا جو خال ہے"

یونیورسٹی

مایوس گو ترقیِ قومی سے ہین نہین — لیکن ابھی تلک تو یہ سودائے خام ہے
رائین تمام کج ہین خیالات سب غلط — گم کردۂ نجات ہر اک خاص و عام ہے
یہ تیس لاکھ قوم نے جو کر دیے عطا — بے شُبہ عزم و ہمتِ عالی کا کام ہے
لیکن یہ گفتگو جو نئی چھڑ گئی ہے اب — یہ باعثِ تباہیِ ناموس و نام ہے
الحاق کی جو شرط نہ منظور ہو سکی — اک غلغلہ ہے شور ہے غوغائے عام ہے
لبریز ہے تصورِ باطل سے ہر دماغ — ہر سینہ عرصہ گاہ ہوسہائے خام ہے
اب اس طرح سے چلتی ہے اک ایک کی زبان — گویا کہ ذوالفقارِ علی بے نیام ہے
دو کوڑیان بھی جس نے نہ دین آج تک کبھی — اُسکی بھی نیند جوشِ جنون مین حرام ہے

اک غلغلہ بپا ہے کہ الحاق جب نہین — پھر کس بنا پہ جامعۂ قوم نام ہے
اسلام کے جو نام سے بھی متّسم نہین — اس کو تو دور ہی سے ہمارا سلام ہے
مسلم نہین تو جامعۂ قوم بھی نہین — پھر کیون یہ شور غلغلۂ و اہتمام ہے
چندے لیے گئے تھے اسی شرط پر تمام — یہ نقضِ عہد ہے کہ جو شرعاً حرام ہے
یہ درسگاہ خاص نہ تھا مدعا سے عام — یہ وہ متاع ہے نہین جسکا یہ دام [illegible]

ان ابلہان قوم کو سمجھاسے یہ کوئی — عالم سے کے کاروبار کا اک انتظام [illegible]
جس کی بنا تمام ہے تقسیمِ کار پر — یعنی ہر ایک شخص کا اک خاص [illegible]

عالم میں ہیں ہر اک کے فرائض جُدا جُدا — یہ مسئلہ مسلّمۂ خاص و عام ہے

ہے مقتدی کا فرض فقط امتثال امر — ارشاد و حکم منصب خاص امام ہے

تھا قوم کا جو فرض وہ تھا بس عطائے زر — آگے مقدسینِ علی گڈھ کا کام ہے

یہ بارگاہ خاص، نہیں مجلسِ عوام — سمعاً و طاعۃً یہ ادب کا مقام ہے

مخصوص ہیں مناصبِ خاصانِ بارگاہ

تم کون ہو جو تم کو یہ سودائے خام ہے؟

مسئلہ الحاق

مجھ کو حیرت تھی کہ تعلیم غلامی کیلیئے — وہ نیا کون سا پہلو ہے کہ جو باقی ہے

پہلے جو بزم گہ خاص تھی اس فن کیلیئے — آج جو کچھ ہے اسی درس کی مشتاقی ہے

اُسکے ہوتے ہوئے پھر لیگ کی حاجت کیا تھی — جب وہی بادۂ گلگون ہے وہی ساقی ہے

فیض ہے عالمِ بالا کا ابھی تک جاری — استفادہ میں وہی شیوۂ اشراقی ہے

غلطی سے جو نئی چیز سمجھتے ہیں اُسے — یہ فقط وہم غلط کار کی خلاقی ہے

شیخ صاحب نے کہا مجھسے باندازِ لطیف — اسمیں اک راز ہے اک نکتۂ اشراقی ہے

یوں تو ہیں جامعۂ درسِ غلامی دونوں

فرق یہ ہے کہ وہ مجرد یہ الحاقی ہے

یونیورسٹی ڈپوٹیشن

تھی سفارت کی جو تجویز بظاہر موزوں — اہل مجلس بھی بظاہر نظر آتے تھے خموش
دفعتہً دائرۂ صدر سے اُٹھا اک شخص — جس کی آزادیٔ تقریر تھی غارتگر ہوش
اُسنے اس زور سے تجویز یہ کی رد و قدح — چونک اُٹھے وہ بھی جو بیٹھے ہوئے تھے پنبہ بگوش
اہل مجلس نے جو بدلا ہوا دیکھا انداز — ڈر ہوا یہ کہ کہیں اور نہ بڑھ جائے خروش
صدر محفل نے بلاکر اُسے آہستہ کہا — "کہ تو ہم شامل وفدستی این مایۂ جوش"
بادۂ جام سفارت سے وہ سر افگن تھا — ایک ہی جرعہ میں وہ شیر جری تھا خاموش
اب نہ وہ طرز سخن تھا نہ وہ آزادیٔ رائے — نہ وہ ہنگامہ طرازی تھی نہ وہ جوش و خروش
جس کی تقریر سے گونج اُٹھتا تھا اجلاس کا ہال — اب وہ اک پیکر تصویر تھا بالکل خاموش
سخت حیرت تھی کہ اک ذرۂ خاکستر تھا — وہ شرارہ جو ابھی برق سے تھا دوش بدوش
دیکھتے ہیں تو حرارت کا کہیں نام نہیں — ہوگیا شعلۂ سوزندہ بھڑک کر خس پوش

اہل ثروت سے یہ کہدو کہ مبارک ہو تمھیں
للہ الحمد ابھی ملک میں ہیں رائے فروش

یونیورسٹی اور الحاق

شرط الحاق یہ اصرار اور ایسا اصرار — شیوۂ عقل نہیں بلکہ یہ ہے کج نگہی
درسگاہیں ہیں کہاں کیجیے جنکا الحاق — اور اگر ہیں بھی تو بیکار ہیں یا طبل تہی
لوگ جس چیز کو کہتے ہیں "علی گڈھ کالج" — چشم بینا ہو تو ہے جامعۂ قوم یہی

یہ ...ہی قبلۂ حاجات ہے سوچیں تو ذرا — یہ وہی کعبۂ مقصود ہے دیکھیں تو سہی

جو لوگ ہیں جمعیتِ قومی کے امام — جنکا ارشاد ہے ہمپایۂ طغرائے ...ہی

سب متفق اللفظ یہی کہتے ہیں — اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الحق و امنت بہ

قوم کا دیکھے بچپن کہ یہ سب سن کے کہا
جو کھلونا تجھے دکھلایا تھا لونگی تو وہی

یونیورسٹی فونڈیشن کمیٹی کا اجلاس لکھنؤ

۲۸ - دسمبر سنہ ۱۹۱۲ء

یہ فیض ہے جماعتِ احرار کا ضرور — اب قوم کو جو شخص پرستی سے عار ہے

آزادیٔ خیال کا جو کچھ کہ ہے اثر — یہ سب انھیں کے فیض کا منت گزار ہے

لیکن یہ دیکھنا ہے کہ یہ عزم یہ ترنگ — ہے دیرپا کہ جوشِ جنونِ بہار ہے

اب کی جو لکھنؤ میں دکھایا گیا سماں — سچ پوچھیئے تو معرکۂ روزگار ہے

دیکھا یہ پہلے دن کہ ہر اک گوشۂ بساط — میدان رزم و عرصہ گہ گیرودار ہے

غل ہے کہ وہ مقدمۃ الجیش آگیا — اب انتظارِ فوجِ یمین و یسار ہے

احرار کی صفوں کی صفیں ہیں جمی ہوئی — مجلس تمام عرصہ گہ کارزار ہے

اسٹیج پر ہر ایک بپھرتا ہے اس طرح — گویا حریفِ رستم و اسفندیار ہے

ہاتھ اٹھ رہے ہیں یا علمِ فتح ہے بلند — چلتی ہوئی زبان ہے یا ذوالفقار ہے

ہر نوجوان ہے نشۂ آزادگی میں مست — جو ہے وہ حریت کا سر پرخمار ہے
احرار کہہ رہے ہیں دبائینگے ہم کبھی — ویٹو کا ویسرائے کو کیا اختیار ہے
الحاق اگر نہیں ہے تو یہ بھی ہے عبث — مسلم کا لفظ خاص ہمارا شعار ہے
جو والیان ملک کے تھے زیب انجمن — سب دم بخود سے تھے کہ یہ کیا انتشار ہے

یا صبح دم جو دیکھئے آ کر تو بزم میں — نے وہ خروش ہے نہ جوش نہ وہ گیرودار ہے
ٹوٹی ہوئی صفیں ہیں علم سرنگوں ہیں سب — بازوئے تیغ گیر جو تھا رعشہ دار ہے
نازش کا ایک کال سا چھایا ہے ہر طرف — ہر شخص اس کی فکر میں مصروف کار ہے
سرمستیاں ہیں دور قدح ہائے راز کی — ہر شخص وہ حکمت عملی کا شکار ہے

جو بات کل تلک سبب ننگ و عار تھی — وہ آج مایۂ شرف و افتخار ہے
جس بات پر کہ نعرۂ نفریں بلند تھے — اب وہ قبول خاطر ہر ذی وقار ہے
کل کہہ چکے ہیں کیا یہ نہیں اب کسی کو یاد — اب نکتہ ہائے زیرلبی پر مدار ہے
خود آپ اپنے ہاتھ سے کھائی ہے گو شکست — کہتے ہیں پھر یہ فتح مبین یادگار ہے

حیران تھے عوام کہ کیا ماجرا ہے یہ — یہ کیسا دور رنگی چمن روزگار ہے

احرار کا طریق عمل ہے اگر یہی
پھر کامیابیوں کا عبث انتظار ہے

بربادیٔ خانمان

مولانا شبلی مرحوم نے اپنے بھائی مولوی محمد اسحاق صاحب مرحوم کی وفات پر ایک نوحہ لکھا تھا۔ اس نوحہ کو دیکھ کر کس کو خیال ہو سکتا تھا کہ تھوڑے روز بھی مشکل سے گزرنے پائیں گے کہ ملک کو اُسکے مصنف کا بھی ماتم کرنا پڑے گا۔

افسوس موت نے ہمارے ہاتھ سے کیسا زبردست فاضل چھین لیا۔

وہ برادر کہ مرا یوسفِ کنعانی تھا! — وہ کہ مجموعۂ ہر خوبیٔ انسانی تھا

وہ کہ گھر بھر کے لیے رحمتِ یزدانی تھا — قوتِ دست و دلِ شبلیٔ نعمانی تھا

جوش اسی کا تھا جو پیری سرِ پُر شور مین تھا — ہاں اسی کا یہ مرے خامۂ پُر زور مین تھا

سچ ہے ناکارون کی اِک قوتِ بازو تھا وہی — مایۂ عزتِ اجداد کا حامل تھا وہی

مسندِ والدِ مرحوم کے قابل تھا وہی — یون تو سب اور بھی اعضا مین گرِ دل تھا وہی

اب وہ مجموعۂ اخلاق کہان سے لاؤن — ہائے افسوس مین اسحاق کہان سے لاؤن

جب گیا والدِ مرحوم نے دنیا سے سفر — گھر کا گھر تھا ہدفِ ناوکِ صدگونہ خطر

بن گیا آپ اکیلا وہ ہر آفت مین سپر — تیر جو آئے گیا آپ وہ ان کی زد پر

خود گرفتار رہا تاکہ مین آزاد رہون — اُس نے غم اس لیے کھائے تھے کہ مین شاد رہون

اُسکا صدقہ تھا کہ ہر طرح سے تھا مین بے غم — گھر کے جھگڑون سے نہ کچھ فکر نہ کچھ رنج والم

امن و راحت کے جو سامان تھے ہر طرح بہم — مین تھا اور مشغلۂ نامہ و قرطاس و قلم

اُسکے صدقے سے تھی میری سخن آرائی بھی — اسکا ممنون تھا مرا گوشۂ تنہائی بھی

تازہ تھا دل پہ مرے مہدی مرحوم کا داغ — کہ مرا قوتِ بازو تھا مرا چشم و چراغ

اُس کو جنت مین جو خالق نے دیا کنجِ فراغ — مین یہ کہتا تھا کہ اب بھی ترو تازہ ہے یہ باغ

یعنی وہ آئینۂ خوبیٔ اخلاق تو ہے!
اُٹھ گیا مہدیٔ مرحوم تو اسحاق تو ہے

آج افسوس کہ وہ نیّر تابان بھی گیا
میری جمعیتِ خاطر کا وہ سامان بھی گیا

اب وہ شیرازۂ اوراق پریشان بھی گیا
عتبۂ والدِ مرحوم کا دربان بھی گیا

گلۂ خوبیٔ تقدیر رہا جاتا ہے
نوجوان جاتے ہین اور پیر رہا جاتا ہے

تجھ کو اے خاکِ لحد آج اجل نے سونپی
وہ امانت جو مرے والدِ مرحوم کی تھی

بسکہ فطرت مین ودیعت تھی نفاست طلبی
ناز پروردۂ نعمت تھا بہ این سادہ وشی

دیکھنا اُڑ کے غبار آئے نہ دامن پہ کہین
گرد پڑ جائے نہ اُس عارضِ روشن پہ کہین

اُسکے اخلاق کھٹکتے ہین دل مین ہر بار
وہ شکر ریز تبسم، وہ متانت، وہ وقار

وہ وفا کیشیٔ احباب، وہ مردانہ شعار،
وہ دل آویزیٔ خو، وہ نگہِ اُلفتِ یار

صحبتِ تلخ بھی اک لطف سے کٹ جاتی تھی
اُسکی ابرو پہ شکن آکے پلٹ جاتی تھی

حق نے کی تھی کرم ولطف سے اُسکی تخمیر
خوبیٔ خلق وتواضع مین نہ تھا اُسکا نظیر

بات جو کہتا تھا ہوتی تھی وہ پتھر کی لکیر
اُس کی اک ذات تھی مجموعۂ اوصافِ کثیر

بسکہ خوش طبع تھا وہ صاحبِ تدبیر بھی تھا
سچ تو یہ ہے کہ وہ نوخیز بھی تھا پیر بھی تھا

اُسکو شہرت طلبی سے کبھی کچھ کام نہ تھا
وہ گرفتارِ کمندِ ہوسِ خام نہ تھا!

اُسکی ہر بات مین اک لطف تھا ابرام نہ تھا
وہ کبھی مدعیٔ رہبریٔ عام نہ تھا

اُسکے [illegible] کبھی گرمیٔ بازار نہ تھی
اُسکی جو بات تھی کردار تھی گفتار نہ تھی

اُسکو معلوم جو تھا وسعتِ تعلیم کا راز
اُسنے دیکھے تھے جو منزل کے نشیب و فراز

اُسنے یہ کام نئی طرح کیا تھا آغاز
مگر افسوس کہ تھا راہ مین رخشِ تگ و تاز

کوششون کے جو نتیجے تھے اُسے مل نہ سکے
ہائے وہ پھول کہ پھیلے تو مگر کھل نہ سکے

آہ بھائی ترے مرنیکے تھے یہ بھی کوئی دن — وہ ترا اوج شباب اور وہ سنِ کمسن
مسندِ حلقۂ احباب ہے سونی تجھ بن — تو ہی تھا اب خلف صدر نشینان مُسِن
دن جب آئے کہ تجھے ہو سبز جمہور کہون — چرخ اب مجھ سے یہ کہتا ہے کہ مغفور کہون
یہ بھی اے جان برادر کوئی جانیکا ہے طور — اپنے بچون کی نہ کچھ فکر نہ تدبیر نہ غور
ابھی آنے بھی نہ پایا تھا ترے اوج کا دور — کیا ہوا تجھ کو کہ تو ہو گیا کچھ اور سے اور
چھوڑ کر بچون کو بے صبر و سکون جاتا ہے — کوئی جاتا ہے جو دنیا سے تو یون جاتا ہے
آہ اے مرگ تجھے کچھ بھی نہین تجھ کو تمیز — تیری نظرون مین برابر ہے گہر اور پشیز
مین نہ جانا ترے نزدیک تھا وہ کوئی چیز — رحم کرنا تھا کہ چھوڑے ہین کئی اسنے عزیز
لاڈلے ہین کہ کسی اور کے بس کے بھی نہین — اسکے بچے ابھی سات آٹھ برس کے بھی نہین
اے خدا شبلی دلخستہ کا ہین مو سفید — لیک آیا ہے ترے درگہ عالی مین امید
مرنے والون کو نجات ابدی کی ہو نوید — خوش و خرم رہے چھوٹا یہ مرا بھائی حمید

کیا لکھون قصۂ غم تاب رقم بھی تو نہین
اب مرے خامۂ پرزور مین دم بھی تو نہین

نالۂ شبلی

بر وفات برادر خرد مولوی محمد اسحٰق مرحوم وکیل ہائیکورٹ الہ آباد

وہ بھی تھا ایکدن کہ یہ جوش تمنائے دل — اک جوش نشاط وہ فور سرور تھا
زینت بہار سے لبریز تھا دماغ — جو شعر تھا چراغ شبستان حور تھا

سینہ مین تھا چمن کدۂ صد اُمید نو | آنکھون مین کیف بادۂ نازو غرور تھا
اِک ایک برگ تھا ورق نو بہار حسن | ذروں کے رخ پہ صبح سعادت کا نور تھا

نظر آتا نہین اب صبر کا پہلو مجھ کو | کام دیتے نہین کچھ قوت بازو مجھ کو
شہر ویرانہ نظر آتا ہے ہر سو مجھ کو | ہائے افسوس کہان چھوڑ گیا تو مجھ کو

جب وہ گنجینۂ امید و تمنا نہ رہا
ایک بیکار زمانہ مین رہا یا نہ رہا

انتقال پدر پیر بھی دیکھا مین نے | ماتم مادر دلگیر بھی دیکھا مین نے
صدمۂ رحلت ہمشیر بھی دیکھا مین نے | دو برادر کو جوان میر بھی دیکھا مین نے

یہ نمائش کدۂ داغ عزیزان تو نہین
میرا سینہ ہے الٰہی یہ چراغان تو نہین!

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کا انصاف

پسر عبد عزیز اموی | عدل مین ثانی ابن الخطاب
جب ملا تخت خلافت اُن کو | ہو گیا گلشن گیتی شاداب
ایک شب گھر سے چلے بہر نماز | پڑ گیا جب رخ عالم پہ نقاب
کوئی آوارہ وطن تند مزاج | صحن مسجد مین تھا آلودۂ خواب
پاؤن کا اُنکے ٹھوکا جو لگا | جاگ اُٹھا اور کیا اُنسے خطاب
خیر ہے؟ کیا کوئی مجنون ہے تو؟ | یا کچھ ہے تری آنکھوں پہ حجاب"

ہنس کے فرمایا کہ مجنون نہین — کچھ نہین مجھ مین جنون کے اسباب
ہان مگر ہوگئی مجھ سے تقصیر — آپ سے عفو کا طالب ہون جناب
چوبدارون نے کیا اسکو اسیر — چاہتے یہ تھے کہ دین اسکو جواب
آپ نے روک دیا ان کو وہین — پھر کیا انسے یہ آہستہ خطاب
اسنے اک بات فقط پوچھی تھی — جو مناسب تھا دیا مین نے جواب
بات قطعی تو نہین اسنے کہی — پوچھنا کچھ نہین شایان عتاب
اتنی سی بات پہ یہ جوش غضب — اتنی سی بات پہ یہ خشم و عتاب
بیکسون کو مین ستاؤن کیونکر — مجکو دینا ہے قیامت مین جواب

دعوت عمل

یہ نظم سنہ ۱۸۹۲ء کے اجلاس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس مین پڑھی گئی تھی

بجا ہے آج اگر اس بزم مین زیب دبستان ہین — یہ انکی بزم ہے جو یادگار نسل عثمان ہین
خلیل اللہ سے مہمان نوازی جنکو پہونچی ہے — ہزارون کس مپرس آکے وہ اس گھر مین مہمان ہین
فقط اک جذبہ قومی نہین ان کھینچ لایا ہے — جہان کچھ زور حکومت کے نہ حاجب ہین نہ دربان ہین
ہماری خدمتونکا وہ اٹھانے آئے ہین احسان — کہ اسلامی جماعت پر ہزارون جنکے احسان ہین
ہنر مین علم مین اخلاق مین مجد اور شرافت مین — یہی وہ صفتین ہین جنپہ تم آج نازان ہین
خدا نے انکو بخشی ہے حکومت اور سطوت بھی — کہ جسم سلطنت کے یہ جوارح اور ارکان ہین
مگر ان کو کسی عزت پہ نازش ہے تو اتنا ہے — کہ یہ اسلام کے ہین نام لیوا اور مسلمان ہین

نہ عہدوں کا تفاوت ہے نہ کچھ حفظ مراتب ہے | یہاں جس بے کسی سے یہ شریک بزم اخوان ہیں

معمر بھی ہیں ان میں نوجوان بھی اور کمسن بھی | مگر شان اخوت میں ابھی سب کے یکسان ہیں

یہ وہ ہیں جنمیں ہے اسلام کا ابتک اثر باقی | یہ وہ ہیں جنمیں جوہر نسل عدنانی کے پنہان ہیں

انھیں کے بازوؤں میں زور تھا کشورستانی کا | انھیں کی یادگاریں جا بجا ابتک نمایان ہیں

یہ وہ ہیں ہاں وہ دل سے جو فدائے قوم و ملت ہیں | یہ وہ ہیں نام پر اسلام کے جو دل سے قربان ہیں

نہ ہوگا ایسا بھی دل درد قومی سے جو خالی ہو | بظاہر گرچہ سب مسرور ہیں خرم ہیں شادان ہیں

انھیں احساس ہے ان کو ملت کی تباہی کا | یہ واقف ہیں کہ بیڑہ قوم کا اب غرق طوفان ہے

انھیں معلوم ہے ناکامیاں ہیں گردش گردون | انھیں ہے دشمنی جس سے گھٹا ہیں ایام و ...

خبر ہے ان کو جس آزادی چھوٹا پڑا ہے اب

یہ واقف ہیں کہ چلے قوم کیا تھی اور کیا ہے اب

مرض اپنا ہم ابتک تو سمجھتے تھے کہ آسان ہے | مگر وہ درد نکلا جس کو ہم سمجھے تھے درمان ہے

دوا ہر بار جب اپنا اثر الٹا ہی دکھلائے | تو بس سمجھو کہ اب بیمار کوئی دم کا مہمان ہے

جو سچ پوچھو تو ہے اسلامیوں کی بس یہی حالت | مرض کو نا بڑھا دیتی ہے خود وہ شئے جو درمان ہے

سلف کا تذکرہ جو ہمت و غیرت کا ہے افسون | ہمارے حق میں وہ مرہ یہ خواب پریشان ہے

یہ قصے پڑھتے ہیں ہماری نیند کی شدت | یہ افسون حق میں اپنے اور بیہوشی کا سامان ہے

ہمیں احساس تک ہوتا نہیں اپنی تباہی کا | کہ سب پیش نظر اسلاف کی وہ شوکت و شان ہے

ہماری غفلتیں سب دور ہو جاتی ہیں یہ سن کر | کہ دنیا آجتک اسلام کی ممنون احسان ہے

مزے لیتے ہیں پہرون تک کسی سے جب یہ سنتے ہیں | کہ یورپ دولت عباس کا ابتک ثناخوان ہے

نہیں سنتے کہ یان گھر تک اگرچہ یہ رہتے ہیں | کہ ابتک قصر حمرا قبلہ گاہ رہ نوردان ہے

ہین جو دان پڑھ مگر اس علم مین اتراتے پھرتے ہین
کہ دنیا مین ہمین سے زندہ اب تک نام یونان ہے

نظر آتے ہین ہم کو عیب اپنے خوبیان بنکر
ہم اپنے جہل کو بھی یہ سمجھتے ہین کہ عرفان ہے

بسر ہوتی ہے گر اوقات فیاضی پہ غیرون کی
تو سمجھے ہین کہ بس زہد اور توکل کی یہی شان ہے

حمیت اور خودداری نہین ہے گر طبیعت مین
تو اچھا ہے کہ مسکینی تو اول شرط ایمان ہے

طبیعت مین اگر ہین فتنہ پردازی کے کچھ جوہر
تو دعوی ہے کہ تدبیر اور سیاست فرض انسان ہے

وہ قوم اور وہ جماعت جس مین یہ اخلاق محکم ہین
بلائین اُس پہ جو آئین وہ کم ہین اور بہت کم ہین

یہ جو کچھ سن چکے ہو قوم کی تم حالت ابتر
نہ سمجھو یہ کہ ہے اس داستان کا خاتمہ اس پر

ہماری سب سے بڑھ کر بدنصیبی جو ہے وہ یہ ہے
کہ بے پروا ہین وہ بھی قوم کے جو آج ہین لیڈر

گیا وہ وقت جب تھا بس اسی کا نام ہمدردی
کہ دو آنسو بہا لین قوم کی درماندہ حالت پر

گیا وہ وقت ہم کو ناصحون کی جب ضرورت تھی
فلک نے کر دیا اک اک کو آپ اپنا نصیحت گر

گئے وہ دن کہ ہم محتاج تھے عبرت دلانے کے
ہمارا حال خود عبرت فزا ہے آج سر تا سر

ضرورت اب ہے گر ہمکو تو بس ہے اُن بزرگون کی
کہ جنمین خیر سے کچھ کر دکھانیکے بھی ہون جوہر

فقط باتین ہی ہون کچھ کام بھی بن آئے ہاتھون سے
کہین جو کچھ وہ منھ سے کر دکھائین اُس سے کچھ بڑھکر

نہین کچھ گر یہ تو بس اک گرمی صحبت کے سامان ہین
یہ قومی مرثیے یہ وعظ یہ اسپیچ یہ لکچر

طلب اور سعی سے کچھ کام بن آئے تو بن آئے
فصاحت اور بلاغت کا بس ہے چلتا نہین منتر

نہین جو کام ہین دشوار پیش گو مشکل سے مشکل ہین
مگر کرنے پہ آجاؤ تو آسان سے ہین آسان تر

ابھی تک تم مین ہے اسلاف کا کچھ کچھ اثر باقی
شرر گو بجھ چکے پر گرم ہے اب تک وہ خاکستر

ابھی کچھ کچھ مہک باقی ہے ان مرجھائے پھولون مین
ابھی کچھ کاٹ ہے اس تیغ مین گو مٹ چکے جوہر

وہی فیاضیان تم مین ہین جو تھین معن و حاتم مین | مگر بیہودہ رسمون کے لیے وہ وقف ہین یکسر
کچھ اس سے کم ہوا تھا صرف تجہیز اسامہ مین | لٹا دیتے ہو تقریبون مین جتنا تم زر و زیور
فقط آپس کے جھگڑون مین تم اس سے کام لیتے ہو | وہ جودت اور ذہانت جسمین اب بھی تم ہو نام آور

سنبھالنا اب بھی گر چاہو تو ہے وقت اور ضرورت بھی
وگرنہ پھر نہین رہنے کی جو کچھ ہے یہ حالت بھی

غزلیات

اثر کے پیچھے دل حزین نے نشان چھوڑا نہ ہر کہین کا
گئے ہین نالے جو سوے گردون تو اشک نے رخ کیا زمین کا

بھلی تھی تقدیر یا بری تھی یہ راز کس طرح سے عیان ہو
بتون کو سجدے کیے ہین اتنے کہ مٹ گیا سب لکھا جبین کا

وہی لڑکپن کی شوخیان ہین وہ اگلی ہی سی شرارتین ہین
سیانے ہونگے تو ہان بھی ہوگی ابھی تو سن ہی نہین نہین کا

یہ نظم آئین یہ طرز بندش سخنوری ہے فسون گری ہے
کہ ریختہ مین بھی تیرے شبلی مزہ ہے طرز علی حزین کا

تیر قاتل کا یہ احسان رہ گیا | جائے دل سینہ مین پیکان رہگیا
کی ذرا دست جنون نے کوتہی | چاک آکر تا بدامان رہگیا
دو قدم چلکر ترے وحشی کے ساتھ | جادۂ راہ بیابان رہگیا
قتل ہوکر بھی سبکدوشی کہان | تیغ کا گردن پہ احسان رہگیا

ہم تو پہونچے بزم جاناں تک مگر — شکوۂ بیداد درباں رہ گیا
کیا قیامت ہے کہ کوے یار سے — ہم تو نکلے اور ارماں رہ گیا
دوسروں پر کیا کھلے رازِ دہن — جبکہ خود صانع سے پنہاں رہ گیا
جذبۂ دل کا ذرا دیکھو اثر — تیر نکلا بھی تو پیکاں رہ گیا
جامۂ ہستی بھی اب تن پر نہیں — دیکھ وحشی تیرا عریاں رہ گیا
ضعف دم لینے بھی نہیں دیتا مجھے — میں اجل سے بھی تو پنہاں رہ گیا
ای جنون تجھ سے کچھ تو گلا اگر — ایک بھی تارِ گریباں رہ گیا
حسن چمکا یار کا، اب آفتاب — آپ اپنا منہ زیر داماں رہ گیا
لوگ پہونچے منزلِ مقصود تک — میں جرس کی طرح نالاں رہ گیا
بزم میں ہر سادہ رو تیرے سبب — صورتِ آئینہ حیراں رہ گیا

یاد رکھنا دوستو اس بزم میں
آ کے شبلی بھی غزلخواں رہ گیا

پوچھتے کیا ہو جو حال شب تنہائی تھا — رخصت صبر تھی یا ترک شکیبائی تھا
شب فرقت میں دل غمزدہ بھی پاس نہ تھا — وہ بھی کیا رات تھی کیا عالم تنہائی تھا
میں تھا یا دیدۂ خوننابہ فشاں تھی شب ہجر — ان کو واں مشغلۂ انجمن آرائی تھا
پارہاے دل خونیں کی طلب تھی پیہم — شب جو آنکھوں کو مرے ذوق چمن آرائی تھا
رحم تو ایک طرف پایہ شناسی دیکھو — قیس کو کہتے ہیں مجنوں تھا صحرائی تھا
آنکھیں قاتل سہی پر زندہ جو کرنا ہوتا — لب پہ ان کے جان تو اعجاز مسیحائی تھا
خون رو دیتے بس دو ہی قدم میں چھالے — یاں وہی حوصلۂ بادیہ پیمائی تھا

دشمن جان تھے ادھر ہجر میں درد و غم و رنج اور ادھر ایک اکیلا ترا شیدائی تھا
انگلیاں اٹھتی تھیں مژگان کی اسی رخ پیہم جس طرف بزم میں وہ کافر ترسائی تھا
کون اس راہ سے گذرا ہے کہ ہر نقش قدم چشم عاشق کی طرح اسکا تماشائی تھا
خوب وقت آئے نکیرین جزا دیگا خدا لحد تیرہ میں کیا عالم تنہائی تھا

ہم نے بھی حضرت شبلی کی زیارت کی تھی
یون تو ظاہر میں مقدس تھا پہ شیدائی تھا

تیس دن کیلیے ترک مے و ساقی کرلون واعظ سادہ کو روزون میں تو راضی کرلون
پھینک دینے کی کوئی چیز نہیں فضل و کمال ورنہ حاسد تری خاطر سے میں یہ بھی کرلون
اے نکیرین قیامت ہی پہ رکھو پرسش مین ذرا عمر گذشتہ کی تلافی کرلون
کچھ تو ہو چارۂ غم بات تو یکسو ہو جائے تم خفا ہو تو اجل ہی کو مین راضی کرلون
اور پھر کس کو پسند آئیگا ویرانۂ دل غم سے مانا بھی کہ اس گھر کو مین خالی کرلون
جور گردون سے جو مرنے کی بھی فرصت ملجائے امتحان دم جان پرور عیسی کرلون

دل ہی ملتا نہیں سفلون سے وگرنہ شبلی
خوب گذرے فلک دون سے جو یاری کرلون

ناتوان عشق نے آخر کیا ایسا ہم کو غم اٹھانیکا بھی باقی نہیں یارا ہم کو
درد فرقت سے ترے ضعف ہے ایسا ہم کو خواب میں بھی ترے دشوار ہے آنا ہم کو
جوش وحشت میں ہو کیا ہمکو بھلا فکر لباس بس کفایت ہے جنون دامن صحرا ہم کو
رہبری کی دہن یار کی جانب خط نے خضر نے چشمۂ حیوان یہ دکھایا ہم کو
دل گرا اس کے زنخدان میں فریب خط سے چاہ خس پوش تھا اے وائے نہ سوجھا ہم کو

واہ کاہیدگی جسم بھی کیا کام آئی — بزم میں تھے پہ رقیبوں نے نہ دیکھا ہم کو

قالبِ جسم میں جان آگئی گویا شبلی
معجزہ فکر نے اپنی یہ دکھایا ہم کو

کچھ اکیلی نہیں میری قسمت — غم کو بھی ساتھ لگا لائی ہے
منتظر دیر سے تھے تم میرے — اب جو تشریف صبا لائی ہے
نکہتِ زلف غبارِ رہِ دوست — آخر اس کوچے سے کیا لائی ہے
موت بھی روٹھ گئی تھی مجھ سے — یہ شبِ ہجر منا لائی ہے
تجلی لیجا کے مری آنکھ وہاں — اک تماشا سا دکھلائی ہے
آہ کو سوئے اثر بھیجا تھا — واں سے کیا جانیے کیا لائی ہے

شبلی زار سے کہہ دے کوئی
مژدۂ وصل صبا لائی ہے

یار کو رغبتِ اغیار نہ ہونے پائے — گل تر کو ہوسِ خار نہ ہونے پائے
ایسیں در پردہ سمجھتے ہیں وہ اپنا ہی گلہ — شکوۂ چرخ بھی زنہار نہ ہونے پائے
فتنۂ حشر جو آنا تو دبے پاؤں ذرا — بختِ خفتہ مرا بیدار نہ ہونے پائے
ہائے دل کھو کے لگے کچھ کہہ نہ سکے سوزِ دروں — آبلے ہم سخن خار نہ ہونے پائے
چپکے وہ آتے ہیں گلگشت کو ای بادِ صبا — سبزۂ باغ بھی بیدار نہ ہونے پائے
پھر کہیں جوش میں آجائیں نہ یہ دیدۂ تر — سامنے ابر گہربار نہ ہونے پائے
باغ کی سیر کو جاتے تو ہو پر یاد رہے — سبزہ بیگانہ ہے دوچار نہ ہونے پائے
جمع کر لیجیے غمزوں کو مگر خوبی بزم — بس میں تنگ ہے کہ بازار نہ ہونے پائے

آپ جاتے تو ہین اس بزم مین لیکن شبلی
حال دل دیکھیے اظہار نہ ہونے پائے

متفرقات

نوجوانون سے خطاب

کیے تھے ہم نے بھی کچھ کام جو کچھ ہم سے بن آئے
یہ قصہ جب کا ہے باقی تھا جب عہد شباب اپنا
اور اب تو سچ یہ ہے جو کچھ امیدین ہین وہ ہین تم سے
جوان ہو تم لب بام آچکا ہے آفتاب اپنا

بکھرتا جاتا ہی شیرازۂ اوراق اسلامی[1]
چلینگی تند باد کفر کی یہ آندھیان کبتک
حریفون کو گلہ ہی آسمان سے خشک سالی کا
ہم اپنے خون سے سینچینگے انکی کھیتیان کبتک
حرم کی سمت بھی صید افگنونکی جب نگاہین ہین
تو پھر سمجھو کہ مرغان حرم کا آشیان کبتک
جو ہجرت کرکے بھی جائین تو اب شبلی کہان جائین
کہ اب امن و امان شام و نجد و قیروان کب تک

حضرت اکبر الہ آبادی کے رقعۂ دعوت کا جواب

آج دعوت مین نہ آنے کا مجھے بھی ہی ملال
لیکن اسباب کچھ ایسے ہین کہ مجبور ہون مین
آپ کے لطف و کرم کا مجھے انکار نہین
حلقہ در گوش ہون ممنون ہون مشکور ہون مین
لیکن اب مین وہ نہین ہون کہ پڑا پھرتا تھا
اب تو اللہ کے افضال سے تیمور ہون مین
دل کے بہلانیکی باتین ہین یہ شبلی ورنہ
جیتے جی مردہ ہون مرحوم ہون مغفور ہون مین

[1] یہ اشعار اُس شہر آشوب کے ہین جو کتابت مجموعہ کے بعد ہاتھ لگا اور آخر مین درج کر دیا گیا ہی۔

سیرۃ نبوی کی تکمیل

مصارف سیرت سے مطمئن ہو گئیں ہر صورت — کہ ابر فیض سلطان جہان بیگم زر افشان ہے
رہی تالیف و تنقید روایتہائے تاریخی — تو اسکے واسطے حاضر مرا دل ہے مری جان ہے

غرض دو ہاتھ ہیں اس کام کے انجام میں شامل
کہ جسمیں اک فقیر بینوا ہے ایک سلطان ہے

ایک ناتمام نظم

اک شہر میں کہ پایۂ تخت قدیم ہے — چھپے ہیں سے آج عجب شور و شین ہے
دیوار و در سے تہنیت فتح ہے بلند — غل ہے کہ آج عیش ہے راحت ہے چین ہے
پرچم ہیں بیرقیں ہیں علم ہیں نشان ہیں — گویا کہ وقت بزم رہی مشرقین ہے
مسند نشین ہے تخت حکومت پہ جلوہ گر — دربار ہے کہ جلوہ گہ زیب و زین ہے
ہیں بیحجاب پردگیان حریم قدس — جنکی زبان پہ شور ہے نوحہ ہے بین ہے

تاکید اُن سے ہے کہ ادب سے کھڑی رہین
یعنی کہ احترام شہی فرض عین ہے

نشہ آور تھی نگاہ مست ساقی اسقدر — خود بخود لبریز ہے ہر ساغر و پیمانہ تھا

یوں چشم تر مین قامت جانان ہے جلوہ گر — جسطرح سے کہ سرو لب آب جو رہے

عہ جن گم شدہ اشعار کا ذکر گذارش مین ہے انمین سے یہ شعر یاد رہ گیا ہے۔

شہر آشوب اسلام

ریاست ہائے بلقان نے ملکر ایک ساتھ ترکی حملہ کیا تھا اور اُس سے ترکی کو
جو نقصانِ عظیم اُٹھانا پڑا اُس سے تمام دنیائے اسلام نے خون کے آنسو بہائے تھے۔
ان ہی اشک فشانیون کے چند قطرات یہ ہین۔

حکومت پر زوال آیا تو پھر نام و نشان کب تک — چراغِ کشتۂ محفل سے اُٹھے گا دھوان کب تک
قبائے سلطنت کے گر فلک نے کردئے پرزے — فضائے آسمانی مین اُڑین گی دھجیان کب تک
مراکش جاچکا - فارس گیا - اب دیکھنا یہ ہے — کہ جیتا ہے یہ ترکی کا مریضِ سخت جان کب تک
یہ سیلابِ بلا بلقان سے جو بڑھتا آتا ہے — اِسے روکے گا مظلومون کی آہون کا دھوان کب تک
یہ سب ہین رقصِ بسمل کا تماشا دیکھنے والے — یہ سیر ان کو دکھائے گا شہید نیم جان کب تک
یہ وہ ہین نالۂ مظلوم کی لے جن کو بھاتی ہے — یہ راگ ان کو سنائے گا یتیم ناتوان کب تک



کوئی پوچھے کہ اے تہذیبِ انسانی کے اُستادو! — یہ ظلم آرائیان تا کے - یہ حشر انگیزیان کب تک
یہ جوش انگیزئ طوفانِ بیدادِ بلا تا کے — یہ لطف اندوزئ ہنگامۂ آہ و فغان کب تک
یہ مانا تم کو تلوارون کی تیزی آزمانی ہے — ہماری گردنون پر ہوگا اِس کا امتحان کب تک
نگارستان خون کی سیر گر تم نے نہین دیکھی — تو ہم دکھلائین تمکو زخم ہائے خونچکان تک
یہ مانا گرمئ محفل کے سامان چاہیئین تم کو — دکھائین ہم تمھین ہنگامۂ آہ و فغان کب تک
یہ مانا قصۂ غم سے تمھارا جی بہلتا ہے — سنائین تم کو اپنے دردِ دل کی داستان کب تک
یہ مانا تم کو شکوہ ہے فلک سے خشک سالی کا — ہم اپنے خون سے سینچین تمھاری کھیتیان کب تک

عروس [illegible] کی نظارگی میں [illegible] ہے افشان — ہمارے ذرہ ہاے خاک ہونگے زرفشان کب تک

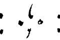
کہان تک لوگے ہم سے انتقامِ فتحِ ایوبی — دکھاؤگے ہمین جنگِ صلیبی کا سمان کب تک

سمجھ کر یہ کہ دھندلے سے نشانِ رفتگان ہم ہین — مٹاؤگے ہمارا اِس طرح نام و نشان کب تک



زوالِ دولتِ عثمان زوالِ شرع و ملت ہے — عزیزو فکرِ فرزند و عیال و خانمان کب تک

خدارا تم یہ سمجھے بھی کہ یہ طیاریان کیا ہین؟ — نہ سمجھے اب تو پھر سمجھوگے تم یہ چیستان کب تک



پرستارانِ خاکِ کعبہ دنیا سے اگر اُٹھے — تو پھر یہ احترامِ سجدہ گاہِ قدسیان کب تک

جو گونج اُٹھیگا عالم شورِ ناقوسِ کلیسا سے — تو پھر یہ نغمۂ توحید و گلبانگِ اذان کب تک

بکھرتے جاتے ہین شیرازہ اوراقِ یزدانی — چلین گی تند بادِ کفر کی یہ آندھیان کب تک

کہین اُڑکر نہ دامانِ حرم کو بھی یہ چھو آئے — غبارِ کفر کی یہ بے محابا شوخیان کب تک

حرم کی سمت بھی صید افگنون کی جب نگاہین ہین — تو پھر سمجھو کہ مرغانِ حرم کے آشیان کب تک

جو ہجرت کرکے جائین بھی تو شبلی اب کہان جائین
کہین اب کیا کہ دامن گیرئ ہندوستان کب تک



مطبوعات دار المصنفین (شبلی اکیڈمی)

مولانا سید سلیمان ندوی

ارض القرآن ۔ (حصہ اول) عرب کا قدیم جغرافیہ عاد و ثمود، سبا، اصحاب الایکہ، اصحاب الحجر، اصحاب الفیل کی تاریخ اسطرح لکھی گئی ہے جسمین قرآن مجید کے بیان کردہ واقعات کی یونانی، رومی، اسرائیلی لٹریچر اور موجودہ آثار قدیمہ کی تحقیقات سے تائید و تصدیق ثابت کی ہے ۔ قیمت ۶/

ارض القرآن ۔ (حصہ دوم) اقوام قرآن سے مدین، اصحاب الایکہ، قوم ایوب، بنی اسمٰعیل، اصحاب الرس، اصحاب الحجر، بنو قیدار، انصار اور قریش کی تاریخ، اور عرب کی تجارت، زبان، اور مذہب پر تفصیلی مباحث ۱۲/

دروس الادب ۔ عربی کی پہلی ریڈر، طبع سوم مع ترمیم ۲/

" دوسری ریڈر طبع دوم، ۴/

رسالہ اہل سنت و الجماعت ۔ فرقہ اہل السنتہ والجماعت کے اصولی عقائد کی تحقیق ۔ طبع دوم ۔ قیمت ۸/

حیات مالک ۔ امام مالک کی سوانحعمری اور موطائے مالک پر تبصرہ قیمت ۱۲/

بہادر خواتین اسلام ۔ مسلمانون کی عورتون کے جنگی اور اخلاقی بہادری کے کارنامے ۴/

مولانا عبد السلام ندوی

اسوۂ صحابہ جلد اول ۔ صحابہؓ کے عقائد، عبادات، اخلاق اور معاشرت کی صحیح تصویر اور قرون اول کے اسلام کا عملی خاکہ اسکا مطالعہ ہر مسلمان کا فرض ہے ضخامت ۳۵۰ صفحہ ۔ قیمت ۱۲/

اسوۂ صحابہ جلد دوم ۔ صحابہؓ کے سیاسی، انتظامی اور علمی کارنامون کی تفصیل ضخامت ۴۵۰ صفحہ قیمت ۱۲/

انقلاب الامم ۔ ڈاکٹر لیبان کی مشہور کتاب قومون کی ترقی و تنزل کے قوانین نفسی کا خلاصہ، طبع دوم ۔ قیمت ۶/

اسوۂ صحابیات ۔ صحابیات کے مذہبی اخلاقی اور علمی کارنامون کا مرقع ۔ ۱۰/

سیرۃ عمر ابن عبد العزیز ۔ حضرت عمر ابن عبد العزیز خلیفۂ اموی کی سوانح حیات اور انکے مجددانہ کارنامے طبع دوم ۱۲/

مولوی عبد الباری ندوی

برکلے اور اسکا فلسفہ ۔ مشہور فلاسفر برکلے کے حالات زندگی اور اسکے فلسفہ کی تشریح قیمت ۱۲/

مبادی علم انسانی - مادیت کی تردید مین برکلے
کی مشہور کتاب پرنسپلس آف ہیومن نالج
کا نہایت فہمیدہ اور سنجیدہ ترجمہ جس مین
حواس انسانی پر بحث کرکے مادیت کا ابطال
کیا ہے - قیمت ۸/

مولوی عبدالماجد بی اے

مثنوی بحر المحبت - شیخ مصحفی کی ایک
نایاب مثنوی مع سوانح مصحفی - ۱۲/

پیام امن - موسیو رچرڈ بال ایک
فرانسیسی مصنف کے خیالات دربارۂ امن
عالم، واخوت انسانی وخون آشامی دول
یورپ کی ترجمانی ہے - اور اسکے بعد مولوی
صاحب موصوف کا تبصرہ ہے جسمین اُن
مسائل پر انجیل اور قرآن کی تعلیمات کی
تفصیل ہے اُردو مین بالکل نئے خیالات
ہین - ۱۶۰ صفحات - قیمت ۸/

مکالمات برکلے - برکلے کے ڈائلاگس کا
کا ترجمہ - جس مین مکالمہ کی صورت مین
برکلے نے مادیت کا ابطال کیا ہے - ۸/

مولوی محمد یونس مرحوم فرنگی محلی

روح الاجتماع - موسیو لیبان کی کتاب
جماعت ہاے انسانی کے اصول نفسیہ کا
اُردو ترجمہ جسمین انسانی جماعت کے اخلاق
پبلک رہنماؤن کی خصوصیات، اور جماعتون
کے بننے اور بگڑنے کے قوانین نفسی بیان
کیے گئے ہین - صفحات ۲۳۲ قیمت عہ/

ابن رشد - مشہور مسلمان اندلسی حکیم جو
مسلمانون کے فلسفہ کا بہترین شارح سمجھا جاتا
ہے، اور جس کی تصنیفات مدتون تک یورپ
مین پڑہائی جاتی تھین - اُس کے سوانح اور اُسکے
فلسفہ پر تبصرہ اور اسی ضمن مین مسلمانون کے
علم کلام و فلسفہ پر ریویو - اور یورپ مین اسلامی
علوم کی اشاعت کی تاریخ، اور فلسفہ جدید
وقدیمہ کا موازنہ بھی آگیا ہے ابن رشد کے
متعلق اتنا بڑا ذخیرہ معلومات کسی مشرقی زبان
مین بھی نہین مل سکتا - ۵۰۰ صفحے ۸/

مولوی سعید انصاری

سیر الصحابیات - ازواج مطہرات،
بنات طاہرات اور صحابیات کی سوانحعمریان
اور اُنکے علمی و اخلاقی کارنامے - ۸/

صاحبزادہ ظفر حسن خان

مقالہ روسو - جس مین فرانس کے مشہور قلمی
انقلابی ہیرو (روسو) نے علوم وفنون کے
افادی اثرات و نتائج پر تنقید کی ہے - ۸/